www.ownislam.com

جمعیۃ المسلمین مالیگاؤں کے زیر اہتمام اوّلین نصاب

فقہ حنفی کے چند مسائل کے شرعی دلائل میں: تخصص

حصہ چہارم..... عملی کام

سلسلہ نمبر ۱

''غیر مقلدین کے سوالات'' کے جوابات

اور

غیر مقلدین سے سوالات

www.ownislam.com

www.ownislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلدین کے سوالات اور ان کے جوابات

شہر مالیگاؤں سے قریب ضلع جلگاؤں میں ایک بستی ہے جس کا نام ''بھڑگاؤں'' ہے۔اس بستی کی ایک حنفی مسلک کی مسجد کے امام اور اس بستی کے کچھ غیر مقلدین کی مسلکی بحث چھڑی ہوئی تھی۔اس سلسلہ میں جانبین کی طرف سے تحریراً سوالات و جوابات کے تبادلے ہو رہے تھے۔غیر مقلدین نے جو اشکالات بشکل سوالات امام صاحب کو ارسال کیا تھا ان کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ غیر مقلدین ''دعا میں وسیلہ''، ''اپنی ہستی کو فنا فی اللہ کرنا''، ''تعویذات ،ایصال ثواب'' اور تقلید وغیرہ کو شرک وکفر اور بدعت سے تعبیر کرتے ہیں۔حالانکہ خیر القرون سے جمیع اہل سنت والجماعت ان امور کو مستحب یا مباح سمجھتے آئے ہیں غیر مقلدین شرک،کفر وبدعت کے الزامات جو احناف یا مقلدین پر لگاتے ہیں وہ الزامات،صحابہ کرامؓ،ائمہ مجتہدین اور محدثین پر بھی عائد ہوتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کی ایک گھناؤنی حرکت یہ ہے کہ وہ شرک،کفر وبدعت وغیرہ کی معنوی تحریف کرتے ہیں۔دراصل غیر مقلدین کے پاس ان اصطلاحات کی خانہ ساز مفہومات ہیں اسلامی نہیں ہیں۔آئندہ صفحات میں غیر مقلدین کے سوالات کے عکس پیش کئے گئے ہیں۔اور مقلدین کے جوابات ٹائپ کئے گئے ہیں۔

غیر مقلدین کی گھناؤنی حرکت.....اصطلاحات میں معنوی تحریف

میں نے آپ کے دیئے ہوئے اوراق کا مطالعہ کیا۔ان میں تین اوراق پر قرآنِ کریم کی چند آیات ہیں،جن میں شرک کا ذکر ہے۔دو اوراق مزید ہیں جن کے پہلے صفحے پر قرآنِ کریم کی آیت جس میں مشرکین کا ذکر ہے اور ایک حدیث جس میں بدعت کا بیان ہے،بقیہ دوسرے اور تیسرے صفحات پر سوالات ہیں۔پہلے تین اوراق پر ''پانچ منٹ کا مدرسہ'' نامی کتاب سے نشان زدہ عبارت،اور فضائل اعمال سے نشان زدہ عبارات ہیں۔مزید دو اوراق کے پہلے صفحہ پر چند سوالات ہیں جن کے ذریعہ دیوبندیوں پر کفر،شرک اور بدعات کے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔آپ کی پیش کردہ آیات اور پیش کردہ حدیث نیز نشان زدہ عبارات پر سوالات سے غیر مقلدین کی ایک گھناؤنی حرکت کا ثبوت ملا،جو درج ذیل ہے۔

غیر مقلدین کی طرف سے نہ صرف ایسا معلوم ہوتا ہے بلکہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلامی اصطلاحات کی معنوی تحریف کی ہے۔اور اسی معنوی تحریف کی وجہ سے دیوبندیوں پر ''شرک''، ''کفر''، ''بدعت'' وغیرہ کی تہمت (الزام) لگاتے ہیں۔حالانکہ ان کی اس حرکت کی وجہ سے یہی تہمت صحابہ کرامؓ،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم،اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر بھی عائد ہوتی ہے (نعوذ باللّٰہ مِنْ ذالك)۔ دراصل غیر مقلدین کے پاس شرک،کفر وبدعت وغیرہ اصطلاحات ضرور ہیں لیکن ان اصطلاحات کی تعریفات،مطالب ومفہومات خانہ ساز ہیں اسلامی نہیں۔یعنی لیبل تو اسلام کا ہوتا ہے لیکن اس کے پیچھے خانہ ساز معنٰی اور جدّی اُصول گڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔جس کو ٹھیٹھ زبان میں ہم کہیں گے۔''بات اپنی نام قرآن کا'' اور ''بات اپنی نام حدیث کا''۔آپ کے اوراق کے جائزہ میں نشان زدہ عبارات کی جگہ ان عبارات کی ہم مفہوم احادیث رکھ دیتے ہیں اور ان احادیث پر آپ ہی کے سوالات چسپاں کر دیتے ہیں جس سے واضح طور پر ثابت ہو جائے گا کہ غیر مقلدین مذکورہ اصطلاحات کی کس طرح معنوی تحریف کرتے ہیں اور اپنی بات کو کس طرح قرآن وحدیث کے نام سے پیش کرتے ہیں۔ملاحظہ ہو۔

www.ownislam.com

غیر مقلدین کا سوال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰهُ النَّارُ ﴾

جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اُس پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے اور اُس کا ٹھکانا جہنّم ہے ۔

(سورۃ مائدہ : ۷۲)

صرف پانچ منٹ کا مدرسہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

یہ کتاب دیوبندی حنفیوں کی مسجدوں میں روزانہ تاریخ کے حساب سے پڑھی جاتی ہے

یعنی اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ سب قرآن وحدیث کی روشنی میں ہیں

(حوالہ : صفحہ نمبر ۳۴۶ ، تاریخ ۲۳ ذی الحجہ، عنوان نمبر ۹:- ایک بیماری کا نبوی علاج)

نمبر (۹):- ایک بیماری کا نبوی علاج: (دردزہ یعنی ڈلیوری زچگی کا علاج)

علماء فرماتے ہیں کہ جس عورت کو دردِزہ ہو کاغذ کے پرچے پر یہ آیت لکھ کر اُس کے پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کے بائیں ران پر باندھ دیا جائے انشاءاللہ زچگی جلدی ہوجائے گی: وَاَلۡقَتۡ مَافِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ (سورۃ انشقاق)

پھر آپ نے اپنی طرف سے اس عبارت کی تشریح کر کے چھ سوالات قائم کئے۔

نبوی علاج کا مطلب ہوتا ہے نبی اکرم ﷺ کا بتایا ہوا علاج

اور علاج کس چیز کا ہے ڈلیوری زچگی کا علاج، یعنی "جس عورت کو دردِزہ ہو کاغذ کے پرچہ پر یہ آیت لکھ کر اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کے بائیں ران پر باندھ دیا جائے انشاءاللہ زچگی جلدی ٹھیک ہوجائیگی۔" اور سورۃ انشقاق کی ۳ اور ۴ نمبر کی آیت دی گئی ہے۔

۱) جب یہ نبوی علاج ہے تو قرآن وحدیث کا حوالہ کیوں نہیں دیا گیا ہے، کیونکہ کتاب کا نام ہے۔؟ "صرف پانچ منٹ کا مدرسہ قرآن وحدیث کی روشنی میں"

۲) یہ علاج نبی اکرم ﷺ نے کب اور کس کو بتلایا تھا۔؟ صحیح حدیث سے ثابت کریں۔؟

۳) کیا قرآن کی آیت کو کاغذ پر لکھ کر کپڑے میں لپیٹ کر ناپاک جگہ پر باندھ سکتے ہیں ؟ قرآن صحیح حدیث سے ثابت کریں۔؟

۴) کیا امام ابوحنیفہؒ کے مسلک میں اس کی اجازت ہے کہ قرآن کی آیات کو ناپاک جگہ پر تعویذ بنا کر باندھ سکتے ہیں؟

۵) کیا حنفی مسلک میں اس سے قرآن کی بے ادبی نہیں ہوتی۔؟

۶) کوئی ہدایہ کے بارے میں ایسا لکھے تو آپ کیا کریں گے۔؟

جواب

قول رسول، فعل رسول تقریر رسول کو حدیث کہتے ہیں۔ صحاح ستہ احادیث کی چھ کتابیں ہیں جو غیر مقلدین کے مدارس کے نصاب میں بھی داخل ہیں۔

www.ownislam.com

ان میں ایک کتاب ''صحیح البخاری'' ہے جس کے بارے میں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث کی کتاب قرآن کریم کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے۔ غیر مقلدین اس صحیح بخاری کو اتنا معتبر مانتے ہیں کہ وہ ایک اصول بنائے ہوئے ہیں کہ اس کتاب میں جو روایت نقل کر دی گئی وہ دیگر حدیث کی کتابوں میں نقل کی گئی روایات سے راجح ہے۔ اب ہم نشان زدہ عبارت کی جگہ پر صحیح بخاری کی ایک روایت نقل کرتے ہیں جو جلد نمبر ا، صفحہ نمبر ۳۰ پر ہے۔ اور باب کا نام ہے ''باب قراءۃ القرآن بعد الحدثِ وغیرہ''

☼ ''اور منصور نے ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے کہا'' حمام میں قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بغیر وضو رسالہ لکھنے میں حرج نہیں ہے اور حماد نے ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ اگر ان کے اوپر ازار ہو تو سلام کر اور اگر نہیں ہو تو سلام مت کر۔''

اب ہم صحیح بخاری کی اس روایت پر اس کی مناسبت سے آپ ہی کے سوالات چسپاں کرتے ہیں جو آپ نے نشان زدہ عبارت پر چسپاں کئے ہیں۔ ان کا جواب دیجئے انشاء اللہ آپ کو خود ہی آپ کے سوالات کے جوابات مل جائیں گے۔

(۱) جب یہ احادیث نبویؐ کی کتاب ہے تو قرآن وحدیث کا حوالہ کیوں نہیں دیا گیا۔ کیوں کہ کتاب کا نام ہے۔ الجامع الصحیح البخاری جس میں امام بخاریؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کو جمع کیا ہے؟

(۲) ''جب وہ ازار باندھے ہوں تو سلام کر ورنہ سلام مت کر۔'' یہ مسئلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کب اور کس کو بتلایا تھا؟ صحیح حدیث سے ثابت کریں؟

(۳) کیا قرآن کی آیات ناپاک جگہ میں پڑھ سکتے ہیں؟ قرآن یا صحیح حدیث سے ثابت کریں۔

(۴) کیا غیر مقلدین کے مسلک میں اس کی اجازت ہے کہ قرآن کی آیات کو ناپاک رہ کر لکھ سکتے ہیں؟

(۵) کیا فرقہ اہل حدیث یا غیر مقلدین کے نزدیک اس سے قرآن کی بے ادبی نہیں ہوتی؟

(۶) اگر کوئی ''صلوٰۃ الرسول''، ''نمازِ نبوی''، یا غیر مقلدین کی دوسری کتابوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے تو آپ کیا کریں گے؟

جائزہ: جب آپ کے سوالات نشان زدہ عبارت کی بجائے صحیح بخاری کی روایت پر چسپاں کیے گئے تو ''شرک'' کا الزام امام بخاریؒ اور جلیل القدر تابعین کے سر آ گیا ہے (**نعوذ باللہ من ذالك**)، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی آیت کا سہارا لے کر ''شرک'' کا الزام دراصل آپ کی معنوی تحریف ہے اور شرک کا مفہوم آپ کا خانہ ساز مفہوم ہے، اسلامی نہیں ہے۔ یہ حرکت ثابت کرتی ہے کہ آپ کا وطیرہ ہے ''بات اپنی نام قرآن کا۔''

نشان زدہ عبارت میں تو صاف طور پر تحریر ہے ''علماء فرماتے ہیں، آیت پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران پر باندھ دیا جائے اس لئے آپ کے سوالات ہی غلط ہیں کہ قرآن وحدیث کا حوالہ کیوں نہیں دیا گیا، یہ علاج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کب اور کس کو بتلایا وغیرہ وغیرہ'' ہمارے مسلک میں بغیر وضو قرآن کریم چھونا منع ہے، قرآن کریم پاک اور اونچی جگہ رکھنا چاہئے اور پاک جگہ پر تلاوت کرنا چاہئے، ناپاک قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر سکتا۔''

آپ کے مذکورہ سوالات پر بے ساختہ زبان پر محاورہ آتا ہے کہ ''سپڑا تو سپڑا چلنی بھی بولے جس میں چھپن چھید''۔ کیوں کہ آپ (غیر مقلدین) کا مسلک ہی ہے کہ (۱) بے وضو قرآن کریم چھو سکتے ہیں (۲) جنبی قرآن کریم چھو سکتا ہے اور تلاوت کر سکتا ہے (۳) حائضہ عورت قرآن کریم کی تلاوت کر سکتی ہے (۴) نماز میں دیکھ کر قرآن کریم پڑھ سکتے ہیں، جب نماز میں اور غیر نماز میں سجدہ کرنا ہو تو قرآن کریم زمین پر رکھ سکتے ہیں (۵) دیکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے سے اونچے مقام پر بیٹھ سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے مذکورہ سوالات آپ اپنے ہم مسلک لوگوں یعنی غیر مقلدین سے کریں۔ اور آپ کتنے غیر مقلدین سے یہ سوالات کریں گے ان کی نقول ہمیں ضرور روانہ کیجئے اور ان کا جواب غیر مقلدین نے کیا دیا اس سے بھی ہمیں باخبر کریں۔

www.ownislam.com

غیر مقلدین کا سوال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ کَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡئًا وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ ﴾ (سورۃ بقرۃ : ۱۷۰)

اور اُن سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اُسی طریقے کی پیروی کریں گے جس طریقے پر ہم نے اپنے باپ داداؤں کو پایا ۔

دیوبندی حنفی حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں اور وہ اس کو ثابت کرنے کے لیئے حضرت آدم علیہ السلام کے اُس واقعہ کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جو ذکریا صاحب نے فضائل حج میں صفحہ نمبر ۱۴۷ پر نقل کیا ہے۔ جس کا حوالہ ساتھ میں دیا جا رہا ہے واقعہ کچھ اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

(جب آدم علیہ السلام سے دانا کھانے کی خطا صادر ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ کے طفیل دعاء کی اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ تم نے محمد کو کیسے جانا، ابھی تو میں نے اُن کو پیدا بھی نہیں کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا اور مجھ میں جان ڈالی تھی تو میں نے عرش کے ستونوں پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا تھا تو میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جسکا نام ملایا ہے وہ ساری مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ بیشک وہ ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور جب اُنکے طفیل تم نے مغفرت طلب کی تو میں نے تمہاری خطا معاف کر دی۔)

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے

﴿ فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴾ (سورۃ البقرۃ : ۳۷)

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اور وہ دعا کیا تھی جو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سیکھی۔

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٭ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴾

دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(سورۃ الاعراف : ۲۳)

۱) کیا دیوبندی حنفیوں کی تعلیمات قرآن کے خلاف نہیں ہے۔؟ ۲) یہ کتاب دیوبندی حنفیوں کے یہاں صبح و شام پڑھی جاتی ہے کیا یہ عوام گمراہ کرنا نہیں ہے۔؟

۳) کیا آپ اس واقعہ کو بھی خواب کہہ کر دامن جھاڑ لینگے۔؟ ~~۴) کیا امام ابوحنیفہؒ نے کبھی اس طرح کی تعلیمات دی ہیں، اگر دی ہو تو اُنہی کے قول سے ثابت کریں۔؟~~

۴) اگر یہ واقعہ سچا ہے تو قرآن میں جو اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے اُس کے بارے میں دیوبندی حنفی علماء کیا کہتے ہیں۔؟

۵) دیوبندی حنفی اور بریلوی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے ۶) اگر یہ واقعہ غلطی سے لکھا گیا ہے تو کیا آپ مان لینگے کہ علماوں سے غلطی ہو سکتی ہے۔؟

۷) عوام کو جماعتوں میں لے جا کر اس کی تعلیم دینا دیوبندی حنفی علماوں کے نزدیک کیسا ہے۔؟ ۸) اگر یہ واقعہ غلطی سے لکھ دیا گیا ہے تو فضائل اعمال و فضائل صدقات میں سیکڑوں ایسے واقعات ہیں جو قرآن و صحیح احادیث سے ٹکراتے ہیں اس پر دیوبندی حنفی علماء کیا کہتے ہیں۔؟ ۹) اگر امام یا عالم کی بات قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو کیا کرنا چاہیے۔؟ ۱۰) تمام دیوبندی حنفیوں کا عقیدہ یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے دعا کی جائے اس کا بار کس پر ہوگا۔؟

www.ownislam.com

جواب

آپ نے ایک فضائل حج سے ایک نشان زدہ عبارت پیش کی ہے جو دراصل امام حاکم کی پیش کردہ حدیث ہے جس میں ''وسیلہ'' سے دعا کا تذکرہ ہے۔ وہ درج ذیل ہے:

''جب حضرت آدم علیہ السلام سے دانہ کھانے کی خطا صادر ہوئی تو انہوں نے اللہ جل شانہٗ سے حضور ﷺ کے طفیل دعا کی اللہ جل شانہٗ نے دریافت کیا کہ آدم تم نے محمد ﷺ کو کیسے جانا، ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا تو حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ یا اللہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا اور مجھ میں جان ڈالی تھی تو میں نے عرش کے ستونوں پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا دیکھا تھا۔ تو میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جس کا نام ملایا ہے وہ ساری مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ بیشک وہ ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور جب اُس کے طفیل تم نے مغفرت طلب کی تو میں نے تمہاری خطا معاف کر دی۔''

اس عبارت پر آپ نے دس سوالات قائم کئے ہیں جن سے آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ''وسیلہ'' گمراہی ہے۔

اب ہم مذکورہ حدیث کی بجائے (۱) صحیح بخاری کی حدیث (۲) ترمذی، نسائی اور طبرانی کی حدیث (۳) صحیح بخاری کی روایت جو دراصل حدیث (تقریر رسول) سے اور صحابہ و تابعین کرام کا عمل ہے پیش کر رہے ہیں اور آپ کے سوالات ان پر چسپاں کر رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

(۱) صحیح بخاری جلد:۱، ص:۳۰۲ کی مشہور حدیث ہے جس میں تین اشخاص کا ایک غار میں پھنس جانے کا ذکر ہے۔ اور ہر ایک شخص نے اپنے گمان کے مطابق اپنے نیک عمل کے وسیلہ سے اللہ سے دعا کی کہ فلاں فلاں عمل جو میں نے کیا اگر آپ کے یہاں مقبول ہے تو اس کے طفیل یہ مصیبت دوٗر کر دے .....اور غار سے پتھر ہٹ گیا..... (**بَاب من استأجر اجيراً فَتَرَكَ اَجْرَهٗ...فَاسْتَفْضَلَ**)

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کا ذکر کیا۔

(۲) ایک نابینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بینائی کے لئے دعا چاہی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو تو میں دعا کروں لیکن اگر تم صبر کرو تو زیادہ بہتر ہے، انہوں نے دعا کی درخواست کی۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ان کو فرمایا کہ پہلے بہت اچھی طرح سے وضو کرو، اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔ **اللّٰھم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد ١ صلى الله عليه وسلم**.....اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی جو رحمت کے نبی ہیں محمد ﷺ کے واسطے سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد ﷺ میں آپ کے طفیل اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے اے اللہ حضور کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔ (ترمذی باب **فی دعاء النبی ﷺ وتعوذهٗ فی دُبرکل صلوة**، ج:۲ص:۱۹۸، ابن ماجہ ص:۱۰۰)

اسی روایت کو نسائی، بیہقی نے بھی نقل کیا ہے۔ ترمذی اور بیہقی نے اسے صحیح کہا ہے۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے اپنے وسیلے سے دعا کی تعلیم فرمائی۔

طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کے الفاظ یہ نقل کئے ہیں'' **بحق نبيك والانبياء الذين من قبل** یعنی اے اللہ تیرے نبی کے طفیل اور گذشتہ انبیاء کے طفیل۔''

اس حدیث میں حضور ﷺ کے وسیلے سے اور دوسرے انبیاء کے وسیلے سے دعا کی تعلیم ہے۔

(۳) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑتا تو حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلہ سے پانی کی دُعا مانگتے تھے

www.ownislam.com

اور کہتے تھے کہ اے اللہ ہم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگتے تھے تو، تو ہم پر بارش برساتا تھا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلہ سے مانگتا ہوں پس ہم پر بارش برسا تو ان پر بارش کی گئی۔ (صحیح بخاری باب سُؤَالِ النَّاسِ الْاِمَامَ الْاِسْتِسْقَاءِ اِذَا قَحِطُوْا ج:۱ص:۱۳۷)

اس حدیث میں صحابہ کرام کا حضور ﷺ کے وسیلے سے دعاء کا ذکر ہے۔ اور حضرت عباسؓ یعنی غیر نبی کے وسیلے سے بھی دعاء کا ذکر ہے۔

اب ہم آپکے سوالات مذکورہ احادیث پر چسپاں کرتے ہیں آپ انکے جوابات دیجئے انشاءاللہ آپ کو اپنے سوالات کے جوابات خود بخود مل جائیں گے۔

(۱) کیا فرقہ اہل حدیث اور غیر مقلدین کی تعلیمات قرآن کے خلاف نہیں ہیں؟

(۲) یہ کتابیں غیر مقلدین کے مدارس میں روزآنہ پڑھائی جاتی ہیں کیا یہ گمراہ کرنا نہیں ہیں؟

(۳) ان احادیث سے کس تاویل کے ذریعے آپ دامن جھاڑیں گے؟

(۴) اگر یہ احادیث صحیح ہیں تو قرآن میں اللہ تعالیٰ جو ارشاد فرما رہا ہے اس کے بارے میں غیر مقلدین علماء اور غیر علماء کیا کہتے ہیں؟

(۵) فرقہ اہل حدیث اور فرقہ اہل قرآن کے عقائد میں کیا فرق ہے؟

(۶) اگر یہ احادیث غلطی سے لکھ دی گئیں تو کیا آپ مان لیں گے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، امام بخاری اور دوسرے محدثین سے غلطیاں ہوسکتی ہیں؟ (نعوذ باللّٰہ مِنْ ذالك)

(۷) دینی مدارس میں اور عام مسلمانوں میں صحیح بخاری اور دیگر احادیث کی کتابوں کی تعلیم دینا غیر مقلدین علماء اور غیر علماء کے نزدیک کیسا ہے؟

(۸) اگر یہ احادیث غلطی سے لکھ دی گئیں (نعوذ باللّٰہ مِنْ ذالك) تو صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں اور بھی بہت سی احادیث اور واقعات ہیں جو آپ غیر مقلدین کے قول کے مطابق قرآن وصحیح احادیث سے ٹکراتیں ہیں اس پر غیر مقلدین علماء اور غیر علماء کیا کہتے ہیں؟

(۹) اگر غیر مقلدین علماء اور غیر علماء کی بات قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

(۱۰) جمیع اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اولیاء اور نیک اعمال کے وسیلہ کے ذریعے دعا کی جاسکتی ہے، جن لوگوں کا عقیدہ وسیلہ کے خلاف ہے اور جو قیامت کی علامت کے مطابق ''ضَلُّوا وَاَضَلُّوْا یعنی گمراہ ہوئے اور گمراہ کرتے ہیں'' اس کا بار کس پر ہوگا؟

جائزہ: آپ غیر مقلدین کی معنوی تحریف کی وجہ سے گمراہی کی تہمت حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین عظام، محدثین اور جمیع اہل سنت والجماعت پر عائد ہوتی ہے (نعوذ باللّٰہ مِنْ ذالك)۔ اب غیر مقلدین کو غور کرنا ہے کہ قرآن وحدیث کس کو سمجھتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، محدثین اور جمیع اہل سنت والجماعت کو یا غیر مقلدین کو؟ آپ کی تحریر سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو وسیلہ کا مفہوم بھی نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ آپ ''قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا..... مِنَ الْخٰسِرِیْن'' جو دعا قرآن میں بیان کی گئی ہے اُسے وسیلے کے قائم مقام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وسیلہ ایسے کلمات ہوتے ہیں جو دعا کے ساتھ ملائے جاتے ہیں، وہ دعا کے منافی نہیں ہوتے۔ اپنی جہالت یا معنوی تحریف کے ذریعے دوسروں پر گمراہی کی تہمت لگاتے ہیں جو آپ پر لوٹ سکتی ہے۔

www.ownislam.com

غیر مقلدین کا سوال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰهُ النَّارُ ﴾

جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اُس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے اور اُس کا ٹھکانا جہنّم ہے۔

(سورۃ مائدہ : ۷۲)

﴿ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۝ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴾

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اُس کا ہمسر ہے۔

(سورۃ الاخلاص)

فضائلِ صدقات جو فضائل اعمال کا دوسرا حصہ ہے۔ دیوبندی حنفیوں کے اس کی روزانہ تعلیم دی جاتی ہیں اور جماعتوں میں بھی اسی کتاب کی تعلیم دی جاتی ہیں اسی کتاب فضائلِ صدقات کے صفحہ نمبر ۴۰۹ جس کا حوالہ ساتھ میں دیا جا رہا ہے اس پر ذکریا صاحب اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں تو خود شرک در شرک ہے۔"

۱) یہاں پر ذکریا صاحب نے خود اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کیا ہے ایسی حالت میں اُنکی تصانیف کی تعلیم عوام کو دینا کیسا ہے۔؟

۲) کیا دیوبندی حنفیوں کے یہاں تبلیغی جماعت کے ذریعے شرک کی تعلیم دی جاتی ہیں۔؟

۳) "تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے" یہ عقیدہ وحدت الوجود کا عقیدہ ہے ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اُس کے جیسا کوئی نہیں ہے اور ظل کا مطلب ہوتا ہے عکس۔ کیا ذکریا صاحب کے کفر میں کوئی شک رہ گیا ہے ؟

۴) "وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں تو خود شرک در شرک ہے" ایسا عقیدہ کھنا اللہ تعالیٰ کی ذات میں خود کو شریک کرنا ہے اور اس سے بڑا شرک کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہو کہ اللہ ایک ہے۔ کیا ذکریا صاحب کے مشرک ہونے میں کوئی شک رہ گیا ہے۔؟

۵) کیا ایسی تعلیمات اپنے پیچھے چھوڑ کر صرف استغفر اللہ کہنے سے چھٹکارہ مل جائیگا۔؟

۶) یہ عقیدہ امام ابوحنیفہؒ کا عقیدہ قطعی نہیں تھا، تو کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے دیوبندی حنفی دائرہ حنفیت میں رہے یا نہیں۔؟

۷) اگر یہ غلطی سے لکھ دیا گیا ہے تو کیا آپ مان لینگے کہ علماوں سے اتنی خطرناک غلطی بھی ہو سکتی ۔؟

۸) تبلیغی جماعت جب سے شروع ہوئی تب سے اسی کتاب کی تعلیم دی جا رہی ہے تو عوام کو شرک کے راستے پر ڈالنے کا بار کس پر ہوگا۔؟

۹) دیوبندی حنفی اور بریلوی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔؟

۱۰) اگر آپ اسے بھی خواب کہتے ہیں تو کیا ایسا خواب کتابوں میں لکھ سکتے ہیں جس سے عوام کا عقیدہ مشرکانا ہو۔؟

۱۱) دیوبندی حنفیوں کے نزدیک یہ عقیدہ شرکیہ ہے یا نہیں۔؟

www.ownislam.com

جواب

آپ نے فضائل صدقات سے ایک مکتوب (خط) کا ایک ٹکڑا نشان زدہ کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

''یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور تو' خود شرک در شرک ہے''

اس عبارت پر آپ نے گیارہ سوالات قائم کیا ہے جن سے دیوبندی حنفیوں پر شرک اور کفر کی تہمت عائد کی ہے۔ مذکورہ عبارت کی جگہ میں صحیح بخاری کی ایک حدیث قدسی اور بیہقی کی ایک حدیث پیش کر رہا ہوں اور اُن پر آپ کے سوالات چسپاں کر رہا ہوں آپ دیکھئے کہ کس طرح آپ کی معنوی تحریف ثابت ہوتی ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا میرا اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ میری کسی محبوب چیز کے ذریعہ میرا بندہ مجھ سے اتنا قرب حاصل نہیں کر سکتا جتنا اس عمل سے کر سکتا ہے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور نوافل کے ذریعے میرا بندہ مجھ سے برابر قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔ اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔ اور جو بھی کام مجھے کرنا ہوتا ہے اسے کرنے میں اتنی نرمی نہیں برتتا جتنی کسی ایسے مومن کی روح (قبض کرنے) میں، جو موت (کی تکلیف) کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع ج نمبر ۲ ص: ۹۶۳، ۹۶۲)

☆ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اِنَّ السُّلْطَانَ ظِلُّ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ یَأْوِی اِلَیْهِ کُلّ مَظْلُوْمٍ مِنْ عِبَادِهٖ** ترجمہ بے شک سلطان (بادشاہ) زمین میں اللہ تعالیٰ کا ظل (سایہ) ہے، اللہ کے بندوں میں جو بھی مظلوم ہوتا ہے وہ اس سایہ میں ٹھکانہ لیتا ہے۔ (شعب الایمان بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص نمبر ۳۲۳)

ان احادیث پر آپ کے سوالات ملاحظہ ہوں۔

(۲) کیا غیر مقلدین علماء اور غیر علماء کے یہاں صحیح بخاری اور دیگر احادیث کے ذریعے شرک کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(۳) ''تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے'' یہ عقیدہ وحدت الوجود کا عقیدہ ہے ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ **وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَد**''۔ اس کے جیسا کوئی نہیں ہے اور ظل کا مطلب ہوتا ہے عکس۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سلطان اللہ کا سایہ ہے۔ پھر آپ (غیر مقلدین) کے قول کے مطابق..... کہ کفر میں کوئی شک رہ گیا ہے؟ **(نعوذ باللّٰه مِنْ ذالك)**

(۴) ''وہ جو میں ہوں وہ تو' ہے۔ اور میں تو خود شرک در شرک ہے'' ایسا عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی ذات میں خود کو شریک کرنا ہے اور اس سے بڑا شرک کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ قل ہو اللہ احد کہو کہ اللہ ایک ہے۔ مذکورہ صحیح بخاری کی حدیثِ قدسی ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس (نیک بندے) کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ تو کیا آپ کے قول کے مطابق (عیاذاً باللہ) خود اللہ تعالیٰ بڑے شرک کی تعلیم دے رہا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ

www.ownislam.com

خود اس کے کلام کی آیت **قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد** کا مفہوم نہیں سمجھتا؟ (**نعوذ باللّٰه مِنْ ذالك**)۔ خود آپ غیر مقلدین کے سوال کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کفر میں کوئی شک رہ گیا ہے؟ (**نعوذ باللّٰه مِنْ ذالك**)

(۵) کیا ایسی تعلیمات اپنے پیچھے چھوڑ کر صرف **اَسْتَغْفِرُاللّٰه** کہنے سے چھٹکارا مل جائے گا۔

(۶) آپ کا عقیدہ اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کے خلاف ہے تو کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے غیر مقلدین اسلام کے دائرے میں رہے یا نہیں؟

(۷) اگر یہ احادیث غلطی سے لکھ دی گئیں تو کیا آپ مان لیں گے کہ اللہ اور اس کے رسول سے اتنی خطرناک غلطی بھی ہوسکتی ہے؟ (**نعوذ باللّٰه مِنْ ذالك**)

(۸) جب سے صحیح بخاری اور بیہقی لکھی گئی ہے تب سے ان کتابوں کی تعلیم دی جارہی ہے تو عوام کو شرک کے راستے پر ڈالنے کا بار کس پر ہوگا؟

(۹) فرقہ اہل حدیث اور فرقہ اہلِ قرآن کے عقائد میں کیا فرق ہے؟

(۱۰) اگر آپ اسے بھی خواب کہتے ہیں تو کیا ایسا خواب کتابوں میں لکھ سکتے ہیں جس سے عوام کا عقیدہ مشرکانہ ہو؟

(۱۱) غیر مقلدین غیر علماء اور علماء کا یہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہے یا نہیں؟

جائزہ: آپ کی معنوی تحریف کی وجہ سے شرک کی تہمت اللہ سبحانہ تعالیٰ پر، حضور ﷺ پر اور محدثین پر عائد ہوتی ہے اور یہ تحریف کا واضح ثبوت ہے جو آپ غیر مقلدین کی گھناؤنی حرکت کا پتہ دیتی ہے۔

ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ جن غیر مقلدین کو اردو کی ایک سادہ سی عبارت پڑھنے اور سمجھنے کی تمیز بھی نہیں ہے وہ جمیع اہل سنت والجماعت پر کفر اور شرک کی تہمت لگاتے ہیں آپ نے جو زیر اکس پیش کیا ہے اس میں صاف صاف لکھا ہے کہ یہ مکتوب گرامی جو شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت گنگوہی قدس سرّہٗ نے اپنے مرشد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب **اَعْلَى اللّٰه مَرَاتِبَهٗ** کی خدمت میں لکھا۔ اور نشان زدہ عبارت اسی خط کا حصہ ہے۔ اور آپ سوالات میں تحریر کرتے ہیں ''یہاں پر زکریا صاحب نے خود اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کیا ہے'' خط حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا تحریر کردہ ہے اور آپ اعتراف بتا رہے ہیں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ کا۔ جسے اتنی بھی تمیز نہیں ہے وہ کیسے بڑے ائمہ اور علماء پر اعتراض کرتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ **ضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا** کا مصداق ہے۔

www.ownislam.com

www.ownislam.com

غیر مقلدین کے سوالات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴾ (سورۃ یوسف : ۱۰۶)

لوگوں میں سے اکثر ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہیں۔

(A)

(۱) دیوبندی حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے" قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

(۲) دیوبندی حنفی علماء تعویذات کو جائز قرار دیتے ہیں۔ قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

(۳) کیا قادیانی اور شیعہ کافر ہیں؟ اگر ہاں تو کیوں وجوہات بیان کیجیے ؟

(۴) کیا بریلوی مشرک ہیں ؟ اگر ہاں تو کیوں وجوہات بیان کیجیے ؟

﴿ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ﴾

دین میں ہر نئی ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

(ابوداؤد، النسائی، وابن ماجہ)

(B)

(۱) دیوبندی حنفی مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیئے قرآن خوانی کرتے ہیں، اور مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت

(۲) دیوبندی حنفی حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے دعاء مانگتے ہیں۔ قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

(۳) دیوبندی حنفی نئی دکان یا نئے مکان کے افتتاح پر قرآن خوانی کرتے ہیں۔ قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

(۴) دیوبندی حنفی نماز باجماعت میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہوتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

(۵) نیت دل کے ارادے کا نام ہے یا زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری ہے، امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں۔؟

(۶) دیوبندی حنفیوں کے یہاں پندرہویں شعبان کی شب (شب برات) اور معراج کی رات میں مسجدوں میں عشاء کی نماز دیر سے ادا کی جاتی ہے، اذان اور نماز وقفہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور علماء حضرات وعظ و تقریر اور عوام اجتماعی طور پر جاگ کر ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن اور نوافل وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآن، صحیح حد امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

(۷) تمام دیوبندی حنفی عمامہ اور سنت لباس پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

www.ownislam.com

(C)

﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾

جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اُس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔ (آل عمران : ۸۵)

(۱) تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے یعنی فرض سنت واجب یا حرام؟

(۲) اگر صحابہ اکرمؓ کسی کی تقلید کئے بغیر دین اسلام (کتاب وسنت) پر عمل پیرا تھے تو آج یہ ناممکن کیوں؟

(۳) امام اعظم محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ (صحیح بخاری) پھر چاروں جماعتوں کو حق پر کہنا شریعت کی کس دلیل سے ہے۔؟

(۴) کیا شروع اسلام سے لے کر آج تک امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد حنبلؒ کے سوا کوئی عالم یا فقیہ پیدا ہی نہیں ہوا؟ اگر ہوئے تو صرف انہی چاروں کی تقلید کیوں ضروری ہے۔؟

(۵) اگر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کریں تب بھی اُس کی نجات کہاں؟ کیونکہ حنفی مسلک کی مشہور کتاب درمختار، جلد ۱ صفحہ ۴۶ پر اور فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ میں ہے ۔" فلعنة ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفه " ترجمہ:"لعنت ہو ہمارے رب کی اُس شخص پر ریت کے ذرّوں کے برابر جو ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کرے۔ " یعنی شافعیوں، مالکیوں، اور حنبلیوں پر رب کی لعنت ہوگی۔ پھر چاروں مسلک برحق کس طرح ہوئے؟ حنفیوں کے نزدیک صرف وہی حق پر ہے باقی سب لعنت کے مستحق ہیں۔

(۶) کیا مقلد قرآن وحدیث کے سامنے اپنے امام کے قول کو اختیار کرتا ہے تو وہ حکم رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے؟ نیز چار امام کی تقلید پر قرآن، سنت، یا اجماع یا قیاس سے کیا دلیل ہے ؟ اولو الامر یا اهل ذکر سے مراد چار امام کس نے متعین کیا؟ اور کیا عام آدمی جو قرآن وسنت نہیں سمجھ سکتا وہ امام کی فقہ کو سمجھ سکتا ہے؟ یا اہل ذکر سے پوچھنے کے حکم پر امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعیؒ سے پوچھتا ہے؟ عالم سے پوچھتا ہے تو عالم کیوں تقلید کرتا ہے جبکہ آیت میں ہے " ان کنتم لا تعلمون "یعنی اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے؟ عالم بھی اگر نہیں جانتا تو عالم کیسے؟ اور عالم ہے جو فقہی کتابوں کو سمجھ سکتا ہے تو قرآن وسنت کو کیوں نہیں سمجھ سکتا؟ ایک عامی وجاہل شخص یہ فیصلہ کیسے کرتا ہے کہ فلاں امام کی ہی تقلید کرنی چاہیے یہ حق ہے، کیا یہ فیصلہ وہ دلیل سے کرتا ہے؟ یا پھر دوسروں کی تقلید میں تقلید اختیار کرتا ہے؟

(۷) کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نمازوں کا حساب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مسلک کے مطابق لیگا؟ امام شافعی کی تقلید میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے والے کو حق پر اور امام اعظم محمد ﷺ کی اتباع میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے والے کو باطل پر قرار دیگا؟

(۸) اگر چاروں مسلک برحق ہیں یعنی چاروں اماموں کے مقلدین حق پر ہیں اور ہر شخص کو اپنے امام کی تقلید لازم ہے، اب اگر ایک شافعی المسلک آدمی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کو فرض مانتا ہے اور پڑھتا ہے تو وہ حق پر ہے؟ اس لیے کہ وہ امام صاحب کی تقلید کر رہا ہے؟ اور ایک جماعت موحدین کا یہی عمل ناحق ہے؟ اس لیے کہ وہ امام اعظم نبی کریم ﷺ کی اتباع کر رہا ہے؟

(۹) کیا قیامت کے دن حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اپنے اماموں کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے جن کی وہ تقلید کرتے تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "جس دن ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ" (بنی اسرائیل: ۷۱)

www.ownislam.com

(۱۰) کسی مقلد عالم، مفتی یا شیخ الحدیث کو کوئی آیت یا صحیح حدیث مل جائے جو اُسکے امام کے قول کے خلاف ہو تو اس عالم یا مفتی کو کیا کرنا چاہیے؟ اگر وہ یہ کہہ کر صحیح حدیث کو ٹال دیں کہ ہمارے امام کا مسلک نہیں ہے تو وہ مومن رہا یا نہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ "سو قسم ہے تیرے رب کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپسی اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور نہ خوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں" (سورۃ نساء: ۶۵)

(۱۱) قیامت کے دن حمد کا جھنڈا صرف امام اعظم محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا یا چاروں اماموں کے جھنڈے بھی الگ الگ ہوں گے۔

(۱۲) اگر نماز کو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، طریقے پر ہی پڑھنا ضروری ہے تو امام اعظم محمد ﷺ کا نماز کا طریقہ کس لیے ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے

"صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ" "نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

(۱۳) حنفیوں نے تعصب کی بنیاد پر شافعی المذہب کے لوگوں کا اندھا دھند قتل کرنا شروع کر دیا اور جتنے شافعی ان کے ہاتھ لگے سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔

(ظفر المبین: ۱/ ۳۹) اگر احناف کے نزدیک شافعی حق پر تھے تو بے گناہ شافعیوں کا خون کیوں بہایا گیا؟

(۱۴) اجماع کی تعریف کیا ہے؟ اور کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟ کیا تقلیدِ شخصی پر اجماع ہوا ہے؟ اگر ہوا ہے تو کب؟ کہاں، اور کن کا؟

(۱۵) ان چار ائمہؒ نے کیسے تعلیم پائی؟ بذریعہ وحی یا دیگر ائمہؒ سے؟ اگر دیگر ائمہ سے انہوں نے تعلیم حاصل کی تو کیا اُن کے اساتذہ اُن سے افضل تھے یا مفضول؟ اگر افضل تھے تو اُن کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟ اور خود چاروں ائمہؒ نے تقلید کے متعلق کیا فرمایا ہے۔؟

(۱۶) چاروں ائمہؒ افضل ہیں یا چاروں خلفائے راشدینؓ؟ اگر خلفائے راشدینؓ افضل ہے تو پھر اُن کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی۔؟

(۱۷) حضرت حسنؓ، حضرت حُسینؓ، حضرت زین العابدینؒ، امام باقرؒ، اور امام جعفر صادقؒ ان چاروں ائمہ سے افضل ہیں یا یہ چار امام اُن سے افضل ہیں؟ آل رسول ﷺ کے اُن ائمہ کے مقلد کو تو ہم شیعہ رافضی کہیں اور ان سے کم درجہ کے ائمہ کی تقلید کو فرض مانیں، اس تفریق کی وجہ کیا ہے؟

(۱۸) تقلید شخصی کے متعلق قرآن وصحیح حدیث میں کیا حکم ہے؟ اگر تقلید کا حکم ہے تو آیت اور حدیث صاف صاف لکھ دیجئے جس میں یہ ہو کہ فلاں امام کی تقلید تم پر فرض ہے جو کریں وہ لا مذہب ہے۔

(۱۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد چاروں ائمہ میں سے کس کی تقلید کریں گے؟ اور چاروں میں سے کس کی فقہ نافذ کریں گے اور کس کی تبلیغ کریں گے؟ اس سلسلے میں قرآن وصحیح حدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

(۲۰) کیا قبر میں یہ پوچھا جائیگا کہ تو کس امام کا مقلد تھا یا تیرا امام کون ہے۔؟

﴿ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾

(اَلْبَقَرَة: ۱۱۱)

نوٹ: ۱) تمام سوالات کے جواب قرآن وصحیح احادیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے دیں مطلب امام ابوحنیفہؒ خود کی لکھی ہوئی کتاب سے دیجئے۔

۲) جوابات اس طرح سے دیں کہ پہلے سوال پھر اُس کے نیچے اُس کا جواب حوالے کے ساتھ لکھے۔ تمام سوالات کے جوابات اسی طرح سے دیں۔

۳) تمام سوالات کے جوابات ایک ساتھ میں دیجئے۔

۴) فضائل اعمال اور فضائل صدقات متعدد مکاتب سے چھپی ہونے کی وجہ سے صفحات آگے پیچھے ہوتے ہیں۔

www.ownislam.com

''غیر مقلدین کے سوالات'' کے جوابات

''آپ کے سوالات'' کی حیثیت

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ ۔ترجمہ: اہل ذکر یعنی اہل علم سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے۔ اپنے علم کے بڑھانے کے لئے اگر اہل علم پر اعتماد رکھتے ہوئے سوالات کئے جائیں تو مستحسن ہے۔ لیکن آپ کے سوالات اس کے ذیل میں نہیں آتے کیوں کہ آپ تو سوالات اشکالات پیدا کرنے کے لیے یا جن سے سوالات کئے جارہے ہیں اُن پر (کفر شرک اور بدعت کا الزام لگانے کے لئے کرتے ہیں۔ یہ طریقہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور یہ طریقہ شیعوں کا ہے کہ اُن کا تقریباً سات آٹھ صدی سے یہی طریقہ رہا ہے۔ تقلید کے خلاف اور علماءِ اہل سنت والجماعت کے خلاف اُن کے سوالات اُن کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں شیعہ علماء کی کتابیں حُجَجُ الْكِرَامَة اور ملّا باقر مجلسی کی کتابیں۔ آپ کے بہت سے سوالات انہی شیعوں کے پٹاروں سے ہیں اور ان سوالات کے الفاظ تک ہو بہو وہی ہیں۔ جب سے (تقریباً سوا سو سال سے) فرقہ غیر مقلدین پیدا ہوا ہے تب سے یہ سوالات اہل سنت والجماعت سے کیے جارہے ہیں۔ حالانکہ اُن کے جوابات شائع تک کر دیئے گئے ہیں۔ غرض یہی سوالات ایک صدی سے زائد عرصہ سے کیے جارہے ہیں۔ اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ ''سوال:۔ تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یعنی فرض، سنت، واجب یا حرام؟۔ (C) کے تحت یہ آپ کا سوال نمبر (۱) ہے۔ تجلیاتِ صفدر ج:۲ میں غیر مقلدین کے پچاس سوالات میں یہی سوال نمبر (۴۱) ہے۔ الفرقان المسلمین مالیگاؤں (جو غیر مقلدین کا ادارہ ہے) اس کے پمفلٹ ''حنفی علماء سے سوالات'' میں یہی سوال نمبر (۱۳) ہے۔ اور۔ سوال:۔ اگر چاروں مسلک برحق ہیں..... یہ آپ کا سوال نمبر (۸) ہے اور یہی غیر مقلدین کے پچاس سوالات میں سوال نمبر (۴۶) ہے۔ اور حنفی علماء سے سوالات میں سوال نمبر (۱۵) ہے وغیرہ وغیرہ۔'' لیکن جب کوئی نیا غیر مقلّد ہوتا ہے یہی سوالات اِس دعویٰ کے ساتھ کرتا ہے کہ آج تک اس کا جواب کوئی نہیں دے سکا۔ ان سوالات کے انداز بتاتے ہیں کہ یہ شیعوں کے ذہن کی پیداوار ہیں کیوں کہ امام معصوم، امام افضل ومفضول، اجتہاد بلا خطا، یہ تمام اصطلاحات انہی شیعوں کی ہے۔ غرض نام غیر مقلدین کا ہے اور کام شیعوں کا ہے۔

اصول جدّی سے جوابات کا مطالبہ

سوالات کے آخر میں ''نوٹ'' کی سُرخی کے تحت آپ مطالبہ کرتے ہیں (۱) تمام سوالات کے جواب قرآن وصحیح احادیث یا امام ابوحنیفہ کے قول سے دیں۔ ☆ مطلب امام ابوحنیفہؒ کی خود کی لکھی ہوئی کتاب سے دیجئے۔ (۲) جوابات اس طرح سے دیں کہ پہلے سوال پھر اس کے نیچے اس کا جواب حوالہ کے ساتھ لکھیں۔ تمام سوالات کے جوابات اسی طرح دیں (۳) تمام سوالات کے جوابات ایک ساتھ میں دیجئے۔

جوابات کے سلسلے میں آپ جو مطالبات کررہے ہیں اُن مطالبات کی دلیل قرآن یا حدیث سے دیجئے تب ہی آپ کے مطالبات پر غور کیا جائے گا۔ اگر اپنے مطالبات پر آپ قرآن یا حدیث کی دلیل نہیں پیش کر سکے تو آپ کے مطالبات اصول جدّی سے ہوں گے، جن پر غور کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس لیے اپنے مطالبات پر قرآن یا حدیث سے دلیل ضرور پیش کیجئے۔

نوٹ کے نمبر (۱):۔ کے تحت آپ نے مطالبہ کیا ہے تمام سوالات کے جواب..... ''امام ابوحنیفہؒ کے قول سے دیں مطلب امام ابوحنیفہؒ کی خود کی لکھی کتاب سے دیجئے۔'' مذکورہ مطالبہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کسی کے قول یا فعل کو تب ہی تسلیم کرتے ہیں جب کہ وہ کہنے والا یا کرنے والے کے خود ہاتھ سے لکھا ہوا

www.ownislam.com

ہو۔ایسے اصول سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کیوں کہ اب آپ کے اصول کے مطابق آپ کو(۱) خود اللہ رب العزت کے ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن کریم بتانا ہوگا۔(۲) آپ کو ایسی احادیث بتانی ہوگی جو خود آپ ﷺ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہوں (نعوذ باللہ مِنْ ذالك)۔آپ نے جتنے حوالے قرآن کریم، احادیث بخاری و مسلم وغیرہ پیش کیے ہیں خود آپ ہی کے اصولوں کے مطابق سب نا قابل تسلیم ہیں۔اب آپ کے ذمہ لازم ہے کہ آپ تاریخ، دن، وقت اور مقام طے کریں تا کہ اہلیان بھڑگاؤں کو دعوت دی جائے کہ ''آپ اللہ رب العزّت کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآنِ کریم اور حضور اقدس ﷺ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی احادیث عوام کو بتائیں گے۔''اس مراسلہ کے موصول ہونے کے آٹھ دن کے اندر آپ مذکورہ مجلس کا اعلان کریں ورنہ آپ کے جوابات اور سوالات کا لعدم قرار دیئے جائیں گے۔

صفحہ نمبرا(A) کے تحت آپ سوالات کرتے ہیں

سوال(۱):-دیوبندی حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے'' قرآن صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے

اللہ تعالیٰ کی صفات از قبیل متشابہات ہیں (یعنی صفات، متشابہات میں سے ہیں) متشابہات سے مراد وہ صفات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا مخلوق کے مشابہ ہونا مفہوم ہوتا ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ کا جسم دار ہونا سمجھا جاتا ہے۔جیسے ہاتھ، قدم، انگلیاں، پورے، چہرے، آنکھ، پنڈلی، آسمان دنیا پر ہر رات اُترنا، میدانِ قیامت میں اترنا، عرش پر متمکّن ہونا وغیرہ۔یہ تمام ہی صفات از قبیل متشابہات ہیں۔کیوں کہ سبھی الفاظ سے اہل زبان کے نزدیک جو بات سمجھی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں۔امام ترمذی نے حدیث ''یَدُاللّٰہ مَلَّا'' کے ذیل میں فرمایا اور یہ حدیث، ''ائمہ نے فرمایا اس پر ایمان لایا جائے جیسی وہ آئی ہے، بغیر اس کے کہ اس کی تفسیر کی جائے یا کوئی خیال جمایا جائے۔'' حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بسندِ صحیح اور صحابہ کرام سے ان صفاتِ متشابہات میں کسی کی بھی تاویل منقول نہیں ہے.....پس حضرات متفق تھے ان صفات پر ایمان لانے پر، اس طور پر جو اللہ تعالیٰ نے ان عبارات سے مراد لی ہے۔اور مخلوقات کی مشابہت سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ (پاکی) واجب ہوئی۔اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ''لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ'' یعنی انکے مانند کوئی چیز نہیں ہے۔''پس جو شخص اس کے خلاف ثابت کرے وہ ان (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ) کی راہ کی مخالفت کرتا ہے.....(حُجَّۃُ اللّٰہ البَالغہ)

محدثین کا موقف ہے کہ ''مخلوق کی مشابہت سے اللہ کی پاکی بیان کی جائے اور صفات کی کیفیت علم الٰہی کے حوالے کر دیا جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا سننا، دیکھنا، جاننا، عرش پر مستوی ہونا وغیرہ مخلوقات کے سننے، دیکھنے، جاننے اور تخت شاہی پر براجمان ہونے کی طرح نہیں ہے۔پھر یہ صفات کیسی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی ان صفات کی حقیقت بہتر جانتے ہیں ہم نہیں جانتے۔یہ مسلک برحق ہے، اسلم اور احوط ہے۔محدّثین کرام اور تمام اسلاف اسی کے قائل تھے۔ان صفات کی جو معانی، غایات، مقاصد اور نتائج ہے اُن کا ماننا ضروری ہے۔ورنہ قرآن کریم میں جو چھ جگہ (الاعراف ۵۴ یونس ۳، الرّعد ۲، الفرقان ۵۹، الٓمٓ السّجدہ ۴ الحدید ۴) استویٰ علی العرش کی صفت آئی ہے وہ بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گی۔علاوہ ازیں جو اسلاف نے کہا ہے اَلْاِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ'' اس کا بھی یہی مطلب ہے۔صرف لغوی معنیٰ جاننا مراد نہیں ہے۔.....پھر رفتہ رفتہ ایسا ہوا کہ بعض لوگوں نے صفات کی غایات و نتائج سے ذہن ہٹا لیا.....اور وہ لوگ مجسّم و تشبہ کے دلدل میں پھنس گئے (حُجَّۃُ اللّٰہ البَالغہ)

''اَلرَّحْمٰنُ عَلَی العرش الستوی (رحمٰن عرش پر مستوی ہے)'' کے معنیٰ میں شیخ ابن تیمیہ کا تفرد ہے، جو کہ اجماع امت کے خلاف ہے اور ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ عرش کے بالکل برابر ہے نہ چھوٹا نہ بڑا (فتاوی حدیثیہ ص ۸۷) (العیاذ باللہ)۔اس تفرد کے قائل اہل سنّت والجماعت میں سے نہ ان سے پہلے کوئی ہوا اور نہ بعد میں۔لیکن آج کل کے غیر مقلدین اس کے قائل ہیں اور اسلئے ان کا ''قیاس غلط'' ہے کہ چوں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اس لئے

www.ownislam.com

وہیں ہے دوسری کسی جگہ حاضر نہیں ہے (نعوذ باللہ من ذالک)۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوقات کی طرح ماننا ہوا غیر مقلدین کا عقیدہ ایک گمراہ فرقہ مجسمیہ کے طرح ہے۔ اس جگہ غیر مقلدین دو اصولوں کی مخالفت کرتے ہیں (۱) آیات متشابہات کا مطلب اخذ نہ کیا جائے۔ لیکن غیر مقلدین مطلب اخذ کرتے ہیں (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوق میں غور کرو اور خالق میں غور نہ کرو اور وَاَنَّ مِن اِلیٰ رَبِّكَ المنتهٰی کی تفسیر یہی ہے کہ پروردگار میں غور و فکر نہیں۔ غیر مقلدین اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور کرتے ہیں۔

قرآنِ کریم کی صریح آیات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْر '' ترجمہ: اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے۔ (سورۂ حدید آیت نمبر ۴ پارہ نمبر ۲۷)۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْ ج ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْم ''ن ترجمہ: کیا آپ نے اس پر نظر نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں رہتی جس میں چوتھا وہ (یعنی اللہ) نہ ہو اور نہ پانچ کی (سرگوشی) ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس (عدد) سے کم (میں) ہوتی ہے اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ (ہر حالت) میں ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ لوگ کہیں بھی ہوں پھر اُن (سب) کو قیامت کے روز ان کے کیے ہوئے کام بتلا دے گا۔ بے شک اللہ کو ہر بات کی پوری خبر ہے۔ (سورہ المجادلۃ آیت نمبر ۷ پارہ نمبر ۲۸) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ج وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ o ترجمہ: اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ۔ (سورۂ قٓ آیت نمبر ۲۶) اسی طرح آیت ''اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْد ''o اور دیگر آیات ہیں انہیں آیات کی بناء پر ہر شخص کو چاہئے کہ وہ کائنات میں کہیں بھی ہو یہ عقیدہ رکھے کہ ''اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔''

کیا آپ کا عقیدہ اس کے برخلاف ہے تو بڑی حیرت اور افسوس کی بات ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو مخلوق کو بھی حاضر و ناظر مانتے ہیں اور آپ حضرات ہیں کہ خالق کو حاضر و ناظر نہیں مانتے۔ اگر ایسا ہے تو آپ درج ذیل سولات کے جوابات دیجئے۔

(۱) قرآنِ کریم کی آیت یا صحیح حدیث میں بتائیے کہ ''اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہے۔''

(۲) قرآن کریم کی آیت یا صحیح حدیث میں بتائیے کہ ''اللہ غائب ہے۔''

(۳) بریلوی حضرات جب ''یا رسول اللہ'' کہتے ہیں تو آپ حضرات ان پر شرک کا الزام لگاتے ہیں، جب آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ غائب ہے تو آپ ''یا اللہ''۔ ''یا رب'' وغیرہ الفاظ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ غائب کو ''یا'' سے مخاطب کرنے پر اپنے آپ پر کیا فتویٰ دیں گے؟

سوال نمبر (۲):۔ دیوبندی حنفی علماء تعویذات کو جائز قرار دیتے ہیں۔ قرآن صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

جواب:۔ نہایت حیرت کی بات ہے کہ آپ سوال کرتے ہیں ''دیوبندی حنفی علماء تعویذات کو جائز قرار دیتے ہیں'' نہ صرف دیوبندی حنفی علماء بلکہ جمہور امت کے نزدیک غیر شرکیہ تعویذات جائز ہیں۔ پتہ نہیں آپ غیر مقلدین کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کے اکثر مواقف جمہور امت کے خلاف ہی ہیں۔ کیا آپ حضرات کسی نئی شریعت کی بنیاد ڈال رہے ہیں؟ اگر تعویذات حرام ہیں تو کوئی صحیح صریح حدیث پیش کیجئے جس میں حضور ﷺ نے کہا ہو کہ ''تعویذات حرام ہیں۔'' صحابۂ کرامؓ، ائمہ مجتہدین اور محدثین کے نزدیک تو رقیہ (یعنی دم اور تعویذات) تو جائز ہیں ہی، بلکہ اس سے آگے بحث یہ ہے کہ رقیہ (دم اور تعویذات) پر

www.ownislam.com

اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اکثر کے نزدیک جائز ہے۔ اور آپ (غیر مقلدین) حضرات ابھی تک تعویذ کے حرام وحلال کی بحث ہی میں لگے ہوئے ہو۔ چنانچہ صحیح بخاری (ج ا ص ۳۰۴) پر امام بخاری نے باب قائم کیا ہے "باب مَا يُعطى فى الرقيه علىٰ اَحياءِ العرب بفاتحة الكتاب" امام ترمذیؒ نے ج ۲ ص ۲ ابواب الطب میں باب قائم کیا ہے "بابُ مَا جاءَ فى اخذ الاَجرِ على التّعويذ" یعنی تعویذ پر اجرت لینے کے بارے میں جو کچھ آیا ہے۔ امام ابوداؤدؒ نے سنن ابوداؤد میں رقیہ پر اجر کی حدیث دو جگہ لائے ہیں ایک "باب كسب العلم" میں اور دوسرے "باب كيفَ الرُّقىٰ" میں اور اجرت کا جواز ثابت کیا ہے۔

دراصل تعویذات دنیاوی طریقِ علاج کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر قوم میں ہر زمانہ میں دوا کی طرح یہ بھی رائج رہے ہیں اس کے لئے ان کیلئے کسی مستقل دلیل کی ضرورت یہ نہیں ہے۔ جب تجربہ سے ان میں شفاء ثابت ہوتا امت میں تواتر سے ثابت ہے اور اس کے مضمون میں نہ شرک فی الذات ہو اور نہ مشرک بالصّفات ہو تو آخر اس کو حرام کہنا یہود کے احبار ورُھبان کی طرح شریعت سازی نہیں؟

سوال نمبر (۳):- کیا قادیانی اور شیعہ کافر ہیں؟ اگر ہاں تو کیوں وجوہات بیان کیجئے؟

جواب: بڑی حیرت کا مقام ہے کہ قادیانیوں کے سلسلہ میں آپ سوال کر رہے ہیں کہ کیا وہ کافر ہیں؟ جبکہ اس سلسلہ میں اجماع امت ہے کہ قادیانی مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔ اور شیعوں کے کچھ فرقے خارج از اسلام ہیں۔ تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے کیا آپ کو اس میں کوئی شک ہے؟

سوال نمبر (۴):- کیا بریلوی مشرک ہیں؟ اگر ہاں تو کیوں وجوہات بیان کیجئے؟

جواب: کفر اور شرک کی توپ آپ کے یہاں ڈھلتی ہے اگر کسی کا کوئی عمل مشرکانہ ہو تو علماءِ حق اس پر تنبیہ کرتے ہیں۔

(B)

سوال نمبر (۱):- دیوبندی حنفی مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں، اور مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

جواب:۔ ایصالِ ثواب ایک مستحب عمل ہے، اس کی شرعی حیثیت سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں دی جاسکتی۔ ایصالِ ثواب کے جواز واستحباب میں اہل سنّت والجماعت کے کسی فرقہ یا ائمہ مجتہدین میں سے کسی امام کا اختلاف نہیں۔ البتہ ایک گمراہ فرقہ معتزلہ ضرور اس کا قائل ہے کہ ایصالِ ثواب سرے سے جائز ہی نہیں ہے۔ ملاّ علی قاری لکھتے ہیں اہل سنّت کے عقائد میں سے ہے کہ زندوں کی دُعا مردوں کے لئے اور ان کا صدقہ مردوں کے لئے نفع بخش اور بلندیٔ درجات کا سبب ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں معتزلہ کا اختلاف ہے۔ متکلمین میں سے بعض اہلِ بدعت اس بات کے قائل ہیں کہ مردے کو کچھ نہیں پہنچتا نہ دُعا نہ کوئی اور چیز (شرح فقہ اکبر) قرآن کی آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دُعا، استغفار، نفلی نماز وروزہ، صدقہ، حج بدل، قربانی وغیرہ کا ثواب پہنچتا ہے تو تلاوتِ قرآن کا ثواب پہنچنے سے کیا معنیٰ ہے؟ جب کہ حضرت لجلاج نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور اختتامی آیتیں پڑھو اس لئے کہ میں نے حضرت عمر بن عبداللہؓ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے استحباب کے قائل تھے (البرانی فی الکبیر ج نمبر ا ص نمبر ۲۲۱) حدیث نمبر ۴۰۱ مجمع الزّوائد، کتاب الجنائز ج نمبر ۳، ص: ۴۴)۔ اگر قرآن کریم کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا تو نمازِ جنازہ میں غیر مقلدین کا سورۂ فاتحہ پڑھنے کا کیا فائدہ؟ اس لئے اگر دیوبندی حنفی مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں تو ناجائز نہیں۔ اور آپ کا کہنا ہے کہ وہ مٹھائی تقسیم کرتے ہیں تو وہ انفرادی عمل ہوسکتا ہے اس کا مسئلہ سے کیا تعلق۔

اب اہم بات یہ ہے کہ کیا آپ معتزلہ اور گمراہ فرقوں کی طرح ایصال ثواب کے منکر ہیں۔ اگر آپ منکر ہیں تو درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

www.ownislam.com

(۱)وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا .....(سورہ طور)، وَالَّذِیْنَ جَاءُوْا.....وغیرہ آیات میں جو ایک کی نیکی کا دوسرے کو فائدہ پہنچنے کیلئے آیا ہے کیا آپ اِنکے منکر ہیں۔

(۲) منکرین ایصال ثواب کے لئے نماز جنازہ اور مُردوں کے لئے دعا کرنا، صدقہ خیرات کرنا، حج بدل کرنے کا کیا جواز ہے؟

(۳) ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ تلاوت کرنے والے کی طرف سے دوسرے کو تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا۔

سوال نمبر(۲):- دیوبندی حنفی حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے دعاء مانگتے ہیں۔ قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

جواب:۔(۱) صحیح بخاری جلد:۱،ص:۳۰۲ کی مشہور حدیث ہے جس میں تین اشخاص کا ایک غار میں پھنس جانے کا ذکر ہے۔ اور ہر ایک شخص نے اپنے گمان کے مطابق اپنے نیک عمل کے وسیلہ سے اللہ سے دعا کی کہ فلاں فلاں عمل جو میں نے کیا اگر آپ کے یہاں مقبول ہے تو اس کے طفیل یہ مصیبت دُور کردے.....اور غار سے پتھر ہٹ گیا.....(بَاب من استأجر اجيراً فَتَرَكَ اَجْرَهٗ...فَاسْتَفْضَلَ)

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعاء کا ذکر کیا۔

(۲) ایک نابینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بینائی کے لئے دعاء چاہی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو تو میں دعاء کروں لیکن اگر تم صبر کرو تو زیادہ بہتر ہے، انہوں نے دعاء کی درخواست کی۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ان کو فرمایا کہ پہلے بہت اچھی طرح سے وضو کرو، اس کے بعد یہ دعاء پڑھو۔ **اللّٰھم انی اسئلك واتوجه اليك بنيك محمد١ صلى الله عليه وسلم** .....اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی جو رحمت کے نبی ہیں محمد ﷺ کے واسطے سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد ﷺ میں آپ کے طفیل اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے اے اللہ حضور کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔ (ترمذی باب فی دعاء النبی ﷺ وتعوذہٗ فی دُبر کل صلوۃ، ج:۲ص:۱۹۸، ابن ماجہ ص:۱۰۰)

اسی روایت کو نسائی، بیہقی نے بھی نقل کیا ہے۔ ترمذی اور بیہقی نے اسے صحیح کہا ہے۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے اپنے وسیلے سے دعاء کی تعلیم فرمائی۔

طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کے الفاظ یہ نقل کئے ہیں "**بحق نبيك والانبياء الذين من قبل** یعنی اے اللہ تیرے نبی کے طفیل اور گذشتہ انبیاء کے طفیل۔"

اس حدیث میں حضور ﷺ کے وسیلے سے اور دوسرے انبیاء کے وسیلے سے دعاء کی تعلیم ہے۔

(۳) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑتا تو حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلہ سے پانی کی دُعا مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ اے اللہ ہم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگتے تھے تو، تو ہم پر بارش برساتا تھا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلہ سے مانگتا ہوں پس ہم پر بارش برسا تو ان پر بارش کی گئی۔ (صحیح بخاری باب سُؤَالِ النَّاسِ الْاِمَامَ الْاِسْتِسْقَاءِ اِذَا قَحِطُوْا ج:۱ص:۱۳۷)

اس حدیث میں صحابہ کرام کا حضور ﷺ کے وسیلے سے دعاء کا ذکر ہے۔ اور حضرت عباسؓ یعنی غیر نبی کے وسیلے سے بھی دعاء کا ذکر ہے۔

جمیع اہل سنت والجماعت وسیلے سے دعا مانگنے کے جواز کے قائل ہیں۔ کیا غیر مقلدین اجماع امت کے خلاف وسیلے کے جواز کے قائل نہیں ہیں؟

سوال نمبر(۳):۔ دیوبندی حنفی نئی دکان یا نئے مکان کے افتتاح پر قرآن خوانی کرتے ہیں۔ قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

جواب:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَايَبْدَأُ فِيْهِ بِالْحَمْلِ اَقْطَعُ** ترجمہ: ہر اہم کام جس میں اللہ کی تعریف نہ بیان کی جائے ایک روایت میں ہے کہ اللہ کا ذکر نہ کیا جائے پس وہ بے برکت ہے۔ (ابن ماجہ ص نمبر ۱۳۷)۔ اسلئے ہر کام کے شروع کرنے سے پہلے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے اُس کا نام لینا چاہئے۔ اچھا تو یہ ہے کہ خود اللہ کا نام لے کر کام شروع کردے لیکن اگر بطورِ برکت نیک لوگوں کے

www.ownislam.com

ہاتھ سے اُس کا افتتاح کرے تو جائز ہے قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اللہ کا ذکر ہے اگر افتتاح کے موقع پر قرآنِ کریم پڑھا جائے تو کون سی خراب بات ہے بلکہ نیک لوگوں سے افتتاح کرانے کی روایات موجود ہیں۔ مثلاً حضرت عتبان بن مالکؓ جو کہ اصحاب بدر انصار میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ میری بصارت کمزور ہوگئی اور میں میری قوم کو نماز پڑھاتا ہوں اور جب بارش ہوتی ہے تو وادی جو میرے اور ان کے درمیان ہے بہتی ہے تو میں اُن کی مسجد میں نہیں آسکتا کہ اُن کو نماز پڑھاؤں تو اے اللہ کے رسول میں تمنا رکھتا ہوں کہ آپ میرے پاس آئیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں پس میں اُسے مصلیٰ (نماز کی جگہ) بناؤں..... پس حضور ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور کہا کہ تم کہاں پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں تو کہا کہ میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا بس رسول اللہ کھڑے ہوئے تکبیر کہی ہم بھی کھڑے ہوئے اور صف باندھی پھر دو رکعت پڑھی اور سلام پھیرا۔ پس ہم نے آپ ﷺ کو کھانے پر روکا پس قوم کے افراد گھر میں جمع ہوئے (کھانے پر)..... **(صحیح بخاری باب اذادخل بیناً یُصَلّی حیث شاء .....ج:ا ص:۶۱،۶۰)**

سوال نمبر (۴):۔ دیوبندی حنفی نماز با جماعت میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہوتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

جواب:۔ حنفی مسلک میں نماز میں کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑا ہونا مسنون ہے۔ کسی کا انفرادی عمل سے مسلک پیش نہیں کیا جاتا۔ جبکہ تمام غیر مقلدین جماعت کی نماز میں اپنی دونوں ٹانگیں اس طرح چیر کر کھڑے ہوتے ہیں کہ کاندھے سے کاندھا نہیں ملتا۔ جب رکوع سے قومہ میں آتے ہیں تو ٹانگیں سکوڑ لیتے ہیں اس طرح دو آدمیوں کے درمیان فاصلہ ہو جاتا ہے۔ پھر سجدے میں جاتے ہیں اور سجدے سے کھڑے ہو کر پھر ٹانگیں چیرتے ہیں اس طرح دو آدمیوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ غیر مقلدین کے اس عمل کو آپ صحیح صریح حدیث سے ثابت کریں۔

سوال نمبر (۵):۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے یا زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری ہے، امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

جواب:۔ شافعیوں کی اندھی تقلید میں آپ غیر مقلدین ایسی بحث قائم کرتے ہیں کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور اگر زبان سے ادا کریں تو بدعت ہو جائے گی۔ آپ ایسی صحیح حدیث پیش کیجئے کہ ''نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔'' اور ''اگر زبان سے ادا کریں تو بدعت ہے۔'' ویسے تو آپ کے نزدیک تو نماز میں نیت شرط ہی نہیں تو اس پر بحث کی کیا ضرورت؟ دل کے ارادہ سے کریں یا زبان سے؟ پھر بھی استحساناً ملاحظہ ہو۔

نماز احناف ص ۶۹ پر سورۂ بینہ آیت ۵، بخاری ۱۰۲۸/۲، مجمع الزوائد ۱۸۱/۱، غیرہ کے حوالے سے لکھا ہے ''نماز کی نیت کرنا، یعنی دل میں اس فرض، وتر یا جمعہ کا ارادہ کرنا اسی طرح اقتداء کا ارادہ کرنا ضروری ہے۔ زبان سے کہہ لینا عوام کیلئے اولیٰ ہے۔

سوال نمبر (۶):۔ دیوبندی حنفیوں کے یہاں پندرھویں شعبان شب (شب برأت) اور معراج کی رات میں مسجدوں میں عشاء کی نماز دیر سے ادا کی جاتی ہے، اذان اور نماز کے درمیان قفہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور علماء حضرات وعظ و تقریر اور عوام اجتماع طور جاگ کر ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن اور نوافل وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآن، صحیح حدیث یا امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ثابت کریں؟

جواب:۔ ذکر اذکار، تلاوت قرآن اور نوافل وغیرہ فی نفسہا عبادت ہے۔ کیا عبادت کرنے میں کوئی قباحت ہے؟ اگر ہے تو قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ پھر مکرر عرض ہے کہ انفرادی اعمال سے مسلک نہیں پیش کیا جاتا۔

سوال نمبر (۷):۔ تمام دیوبندی حنفی عمامہ اور سنت لباس پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے۔؟

جواب:۔ عمامہ اور سنّت لباس پہن کر صرف نماز نہیں پڑھنا چاہئے بلکہ ان کے مسنون ہونے کی وجہ سے ہر وقت استعمال کرنا چاہئے۔ اگر کوئی نہیں پہنتا تو اس پر ٹوکنا چاہئے۔

www.ownislam.com

(C)

سوالات بعنوان تقلید

اللہ تعالیٰ نے بہت سی شریعت نازل فرمائی جو اپنے اپنے وقت پر نافذ رہی لیکن اللہ تعالیٰ نے جب اپنے آخری نبی پر شریعت نازل فرمائی تو گذشتہ تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں اب قیامت تک کیلئے دین اسلام یا شریعت محمدی ہی باعث نجات ہے یہاں تک قیامت کے قریب جب عیسیٰؑ نازل ہونگے تو وہ بھی شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور اس کی تنفیذ بھی کریں گے۔ معلوم ہوا کہ دین اسلام یا شریعت محمدی قیامت تک کیلئے قابل عمل ہے دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کا حل اسلام میں نہ ہو، وہ مسئلہ قدیم یا زمانے کی ترقیوں کے باعث جدید ہو لیکن اس کا حل اسلام میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو آیت ''الیوم الکملت لکم دینکم ..... کے'' آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام پر راضی ہوگیا'' اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب جو جدید مسائل پیش آئینگے اس کا حل اس شریعت میں نہیں (نعوذ باللہ من ذالک)، بلکہ تکمیل کا مطلب یہ ہے کہ اب مزید حلال وحرام اور نئے احکامات نازل نہیں ہونگے جو کچھ نازل ہو چکے وہی قیامت تک کیلئے کافی ہیں، دنیا چاہے کتنی ہی ترقی کر جائے۔ اللہ رب العزت نے جامع احکامات اور رہنما اصول مقرر کر دیئے، اب اسی لائحہ عمل پر تمام مسائل کا حل ہوگا۔ لیکن حکم دے دیا گیا۔ ''پوچھو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے۔'' اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آگے تمہیں جو بھی دشواری پیش آئے اس کا حل علماء سے دریافت کرو اور یہ بھی اشارہ ہے کہ مستقبل میں ایسے علماء ہونگے جن میں پیش آمدہ مسائل حل کرنے کی صلاحیت ہوگی جب ہی تو ان سے پوچھنے کا حکم دیا گیا۔ جیسے جیسے فتوحات ہوتی گئیں نئے نئے علاقے اسلامی حکومت میں شامل ہوتے گئے۔ نئے نئے مسائل پیش آتے گئے اور اللہ تعالیٰ ایسے باصلاحیت علماء کو بھیجتے گئے جنہوں نے ضرورت کے تحت دین کو باقاعدہ مدون کیا، اس کے مسائل کو مرتب کیا اور فقہ کی شکل میں منقح مسائل عوام کو مہیا کیا، تاکہ عوام کو تکلیف مالایطاق (طاقت کے باہر تکلیف) نہ ہو اور وہ آسانی سے عمل کر سکیں۔

مذکورہ لائحہ عمل کا ثبوت حدیث سے بھی ملتا ہے جس کا مفہوم ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تو اسلامی منشور پر گفتگو ہوئی حضور اکرم ﷺ نے پوچھا اے معاذ مسائل کا فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا کتاب اللہ سے۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا اگر تم نے وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ پایا تو؟ عرض کیا پھر آپ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سنت میں بھی نہ پایا تو؟ عرض کیا پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے حضرت معاذؓ کو ایسا جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی جس سے اللہ کا پاک رسول راضی ہوگیا۔ یہ روایت ابوداؤد ترمذی وغیرہ میں ہے۔ ابن قیمؒ نے اس حدیث کو صحیح بلکہ مشہور کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجتہد اسی وقت اجتہاد کرتا ہے جب وہ مسئلہ کو صراحتاً کتاب وسنت میں نہیں پاتا یعنی وہ مسئلہ اجتہادی ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مجتہد قرآن وحدیث کے خلاف اجتہاد کرتا ہے وہ نہ صرف اس حدیث کے منکر ہیں بلکہ صحابہ اور ان کے بعد کے مجتہدین کے اجماع کے مخالف ہیں۔

عموماً اجتہادی مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) بالکل غیر منصوص مسائل مثلاً کسی کو ریاح خارج ہونے کا یا پیشاب کے قطرے ہر وقت بہنے کا ایسا عارضہ (بیماری) ہو کہ چار رکعات نماز پڑھنے کی بھی مہلت نہیں ملتی، تو ان مسائل کا حکم صریح الفاظ میں قرآن وحدیث میں موجود نہیں ہے اس لئے اس میں قیاس (اجتہاد) کرنا ہوتا ہے (۲) معارض منصوص مسائل مثلاً ابتدائے اسلام میں کچھ امور مباح تھے اور بعد میں انہیں حرام قرار دیا گیا۔ جیسے پہلے نماز میں سلام کلام تک مباح تھے پھر اس کو حرام قرار دے دیا گیا۔ اس سے یہ قاعدہ سامنے آیا کہ اگر دو احادیث ایسی مل جائیں جن میں ایک حدیث میں ایک کام مباح ہو دوسری میں حرام ہو تو حرمت والی حکم کو بعد کے زمانے کا مانا جائے گا یعنی ناسخ مانا جائے گا اور مباح کو منسوخ مانا جائے گا۔ (۳) یا اجتہاد کی ضرورت

www.ownislam.com

حدود شرعیہ کے لئے ہوتی ہے کہ کونسی چیز فرض ہے کہ جس کے چھوٹنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے، کونسی واجب ہے جس کے چھوٹنے سے سجدۂ سھو لازم ہوتا ہے وغیرہ۔ جو علماء کرام اس صلاحیت کے ہوئے کے ادلہ شرعیہ سے مسائل کے استنباط کیلئے اصولوں کو مرتب کیا انہیں مجتہدین مطلق کہا گیا۔ اور جن میں ایسی صلاحیت ہوئی کہ وہ ان اصولوں کی بنیاد پر استنباط کر سکے انہیں مجتہدین کہا گیا اور جو حضرات اجتہاد کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے تو انہوں نے مجتہدین کے اجتہاد کی تقلید کی، انہیں مقلدین کہا گیا۔ معلوم ہوا کہ دین میں ایسے مسائل بھی ہیں جن میں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے ایسے مسائل کو اجتہادی مسائل کہتے ہیں جو شخص اجتہاد کا انکار کرے وہ حدیث معاذؓ کا منکر ہے۔ جب دین میں اجتہادی مسائل یقینی ہیں تو ''تقلید'' بھی یقینی ہے۔ کیونکہ غیر نبی جو مسائل کا اجتہاد کرتا ہے اس کو تسلیم کرنے کو تقلید کہا جاتا ہے۔ تقلید دین اسلام کی ضرورت ہے۔ ضروریات دین کو عقائد میں شمار کیا گیا ہے اس لئے عقائد کی کتابوں میں مسالک اربعہ پر عمل کرنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور اسے جمیع اہل سنت والجماعت ہمیشہ تسلیم کیا ہے، اور اس کے منکر کو گمراہ کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ''تقلید'' ضروریات دین میں سے ہے اس لئے اس سے انکار گمراہی ہے۔ لیکن شیعہ حضرات تقلید کے منکر ہیں اس لئے وہ زمانہ قدیم سے اتقلید کے خلاف سوالات کی شکل میں وساوس امت میں پیدا کرتے رہے ہیں۔ آپ کے سوالات انہی شیعوں کے پٹارے سے ماخوذ ہیں جو وقتاً فوقتاً اہل سنت والجماعت میں اشکالات پیدا کرنے کیلئے رائج کئے جاتے ہیں۔

شرعی مجتہد شریعت ساز نہیں ہوتا، شریعت داں اور ماہر شریعت ہوتا ہے۔ وہ اگرچہ معصوم نہیں ہوتا لیکن مطعون بھی نہیں ہوتا کہ اس کے اجتہاد پر کوئی طعن کیا جائے، کیونکہ وہ اپنے ہر اجتہاد میں ماجور (اجر پانے والے) ہے۔ لیکن اگر نا اہل یا غیر مجتہد اجتہاد کرے تو وہ گمراہ ہوگا اور گمراہ کرے گا۔ عام طور پر فرقہ اہل قرآن (منکرین حدیث) کہتے ہیں کہ محدثین معصوم نہ تھے ہم تحقیق کر کے ان کی غلطیوں کو غلط اور صحیح بات کو صحیح کہتے ہیں (یہ تحقیق نہیں منازعت ہے)۔ اور فرقہ اہل حدیث کہتے ہیں کہ مجتہد تو معصوم تو نہیں تھے ہم تحقیق کر کے ان کے غلط اور صحیح اجتہاد کی جانچ کرتے ہیں (یہ تحقیق نہیں منازعت ہے)۔ محدثین معصوم نہیں اہل قرآن بھی معصوم نہیں اور جس طرح مجتہدین معصوم نہیں اہل حدیث بھی معصوم نہیں۔ مگر یہاں بات معصوم اور غیر معصوم کی نہیں، بات اہل اور نا اہل کی ہے۔ محدثین اور مجتہدین اپنے فن میں اہل ہیں اور یہ غیر مقلدین ان فنون میں نا اہل ہیں، اس لئے ان کی باتوں کو تحقیق نہیں کہا جائے گا بلکہ نا اہل کی منازعت کہا جائے گا۔ جو شرعاً گناہ کبیرہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ جب بیعت میں عہد لیتے، تو اس میں ایک عہد یہ لیتے ''**ان لاننازع الامر اھله** یعنی ہم اہل امر سے منازعت نہیں کرینگے''۔ مجتہد سے اگر خطا بھی ہوجائے تو اس کا اجر ملتا لیکن نا اہل کا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے اگر وہ صحیح بات بھی پالے تو اسے اجر کے بجائے گناہ ہوگا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں ''تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مجتہد ہر اجتہاد میں اجر پاتا ہے اگر اس کا اجتہاد درست نکلا تو دو اجر کا مستحق ہے ایک اجر اجتہاد کا دوسرا اصابت (صحیح) کا۔ اور اگر اجتہاد خطا نکلا تو بھی ایک اجر اجتہاد کا ملے گا۔ ہاں جو نا اہل ہو اس کو اجتہاد سے حکم کرنا کسی حال میں جائز نہیں، بلکہ وہ گنہگار ہے۔ اس کا حکم نافذ بھی نہ ہوگا اگرچہ حق کے موافق ہو یا مخالف۔ کیونکہ اس کا حق کو پالینا محض اتفاقی ہے کسی اصل شرعی پر مبنی نہیں، پس وہ تمام احکام میں گنہگار ہے۔ اور اس کے نکالے ہوئے تمام احکام (حق کے موافق ہوں یا مخالف) مردود ہیں اس کا کوئی عذر شرعاً مقبول نہیں، وہ دوزخی ہے (شرح مسلم س ۶۷ ار ج ۲)۔ افسوس ہے کہ اہل قرآن اور اہل حدیث نے اس کبیرہ گناہ (جس کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کہیں نہیں) کا نام ''تحقیق'' رکھا ہے اور اس کو عمل بالقرآن اور عمل بالحدیث کہتے ہیں۔

www.ownislam.com

صفحہ نمبر۲:(C)

آپ کے سوالات کے جوابات

سوال نمبر۱:۔تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے یعنی فرض، سنت، واجب یا حرام؟

جواب:۔تقلید شرعی واجب ہے۔

سوال نمبر۲:۔اگر صحابہ کرامؓ کسی کی تقلید کئے بغیر دین اسلام (کتاب وسنت) پر عمل پیرا تھے تو آج یہ ناممکن کیوں؟

جواب:۔اجتہادی مسائل میں صحابۂ کرامؓ مجتہد صحابہؓ کی تقلید پر عمل پیرا تھے۔اجتہادی مسائل پر بھی عمل کرنا ضروری تھا۔دین کی ضرورت سمجھتے ہوئے صحابۂ کرام نے اجتہادی مسائل پر بھی عمل کیا۔لیکن اجتہادی مسائل میں غیر مجتہد صحابۂ کرام نے خود اجتہاد نہیں کیا بلکہ اپنے اپنے علاقہ کے مجتہدین کی تقلید کی۔ صحابۂ کرام کے نزدیک دین کی بہت اہمیت تھی اسلئے انہوں نے دین کے ماہرین کے اجتہادات کو فوقیت دی۔نا اہل کے اجتہاد کا تصور بھی اس زمانے میں نہ تھا۔

سوال نمبر۳:۔امام اعظم محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔(صحیح بخاری) پھر چاروں جماعتوں کو حق پر کہنا شریعت کی کس دلیل سے ہے۔؟

جواب:۔شرعی اصطلاح میں دین کے کسی شعبہ کے ماہر کو امام کہا جاتا ہے، جو کہ امتی ہوتا ہے۔یعنی ''امام'' غیر نبی کے لئے سب سے اونچا درجہ ہوتا ہے اور نبی کو اس کا درجہ اللہ رب العزت عطا فرماتا ہے کسی مخلوق کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ کسی کو ''نبی'' کا درجہ دے۔آپ نے نبی آخر حضور اکرم ﷺ کو امام لکھ کر اور غیر نبی کے ساتھ موازنہ کر کے ایک قابل مذمت عمل کیا ہے، اور نبی کو غیر نبی کی صف میں بتانے کی کوشش کی ہے۔اسلئے پہلے آپ توبہ کیجئے، ورنہ انجام خطرناک ہوسکتا ہے۔اور آپ نے ''جماعت'' کی تعریف کو بھی سمجھا ہے۔مسالک اربعہ (چاروں مسالک) اہل سنت والجماعت میں سے ہے اور اہل سنت والجماعت ماشاءاللہ حق پر ہے۔

سوال نمبر۴:۔کیا شروع اسلام سے لے کر آج تک امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد حنبلؒ کے سوا کوئی عالم یا فقیہ پیدا ہی نہیں ہوا؟ اگر ہوئے تو صرف انہی چاروں کی تقلید کیوں ضروری ہے۔؟

جواب:۔اگر آپ ''فقہ''، ''فقہاء''، ''مجتہد مطلق''، ''مجتہدین''، ''مسلک'' اور ''تدوین'' کا تھوڑا بھی علم رکھتے تو کبھی یہ سوال نہ کرتے۔ان چاروں کے مسالک مدون رہے اور اللہ رب العزت نے انہی مسالک کو باقی رکھا اسلئے ان پر اجماع ہوا۔مسالک اربعہ کی تقلید اجماع امت سے ہے۔

سوال نمبر۵:۔اگر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کریں تب بھی اس کی نجات کہاں؟ کیونکہ حنفی مسلک کی مشہور کتاب درمختار، جلد ا صفحہ ۲۶ پر اور فتاویٰ شامی جلد ا صفحہ ۶۰ ا میں ہے۔''فلعنة ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفه'' ترجمہ:''لعنت ہو ہمارے رب کی اس شخص پر ریت کے ذرّوں کے برابر جو ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کرے۔''یعنی شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں پر رب کی لعنت ہوگی، پھر چاروں مسلک برحق کس طرح ہوئے؟ حنفیوں کے نزدیک صرف وہی حق پر ہے باقی سب لعنت کے مستحق ہیں۔

جواب:۔اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ چاروں مسلک برحق ہیں۔اس لئے کہ چاروں مسالک ادلہ شرعیہ سے مستنبط ہیں۔درِمختار پر حاشیہ رَدُّالمحتار فتاویٰ شامی کہلاتا ہے اور اسمیں مسائل کی بحث ہے شعروشاعری نہیں ہے۔اسلئے پہلے ضروری ہے کہ آپ اصل کتاب میں یہ مصرع فلعنة ربنا.....دکھائیں۔اور چونکہ چاروں مسالک کا موقف ہے کہ وہ خود کو اور ایک دوسرے کو برحق سمجھتے ہیں اسلئے وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قول ابو حنیفہؒ احناف کیلئے حجت ہے اور حق ہے اسلئے اسے رد نہیں کرتے۔اور نہ ہی وہ اشعار کو ادلہ شرعیہ سمجھتے ہیں اسلئے ان پر لعنت کا سوال ہی نہیں ہے۔غیر مقلدین

www.ownislam.com

اگر اشعار کو حجت سمجھتے ہیں تو اپنے اوپر لعنت پڑنے کی فکر کریں۔ کیونکہ وہ ''قول حنیفہ'' کو رد کرتے ہیں، مقلدین کی فکر نہ کریں۔

سوال نمبر ۶:۔ کیا مقلد قرآن وحدیث کے سامنے اپنے امام کے قول کو اختیار کرتا ہے تو وہ حکم رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے؟ نیز چار امام کی تقلید پر قرآن ،سنت، یا اجماع یا قیاس سے کیا دلیل ہے؟ اولوالامر یا اہل ذکر سے مراد چار امام کس نے متعین کیا؟ اور کیا عام آدمی جو قرآن وسنت نہیں سمجھ سکتا وہ امام کی فقہ کو سمجھ سکتا ہے؟ یا اہل ذکر سے پوچھنے کے حکم پر امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعیؒ سے پوچھتا ہے؟ عالم سے پوچھتا ہے تو عالم کیوں تقلید کرتا ہے جبکہ آیت میں ہے ''ان کنتم لاتعلمون''، یعنی اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ؟ عالم بھی اگر نہیں جانتا تو عالم کیسے؟ اور عالم ہے جو فقہی کتابوں کو سمجھ سکتا ہے تو قرآن وسنت کو کیوں نہیں سمجھ سکتا؟ ایک عامی وجاہل شخص یہ فیصلہ کیسے کرتا ہے کہ فلاں امام کی ہی تقلید کرنی چاہئے یہ حق ہے، کیا یہ فیصلہ وہ دلیل سے کرتا ہے؟ یا پھر دوسروں کی تقلید میں تقلید اختیار کرتا ہے؟

جواب:۔ مجتہد اجتہادی مسائل میں ہی اجتہاد کرتا ہے جہاں صراحۃً اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم موجود ہو وہاں اجتہاد کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے بلکہ یہ تحصیل حاصل ہے۔ اسلئے ایسے موقعہ پر جہاں رسول اللہ ﷺ کا حکم صراحتاً موجود ہو وہاں اجتہاد نہیں کیا جاتا اسلئے مقلد کا حضور ﷺ کے حکم کی مخالفت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اسلئے آپ کا یہ سوال ہی غلط ہے۔

قرآن کریم کی آیت ''یاایھاالذین اٰمنوا اطیعوا الرسول واُولی الامر منکم ''(سورۂ نساء) تقلید پر دلیل ہے جو خود آپ کے سوال میں موجود ہے۔ رہ گئی چار امام کی تقلید کا تعین وہ اجماع امت سے ہے۔

فقہ میں آسان شدہ منقح مسائل ہوتے ہیں اس لئے عام آدمی انہیں سمجھ سکتا ہے۔ ہر عالم اصول استنباط کو نہیں جانتا، اس لئے اجتہاد نہیں کرسکتا لیکن ائمہ مجتہدین کے اجتہادی مسائل اور اُن کے دلائل کو سمجھتا ہے، اس لئے عام آدمی علماء سے پوچھتا ہے۔ عام آدمی کوئی بھی فیصلہ دلیل سے کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تب ہی تو مقلد ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۷:۔ کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نمازوں کا حساب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مسلک کے مطابق لیگا؟ امام شافعی کی تقلید میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے والے کو حق پر اور امام اعظم محمد ﷺ کی اتباع میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے والے کو باطل پر قرار دیگا؟

جواب:۔ اگر اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا حساب لے لیا تو آدمی ہلاک ہوجائے گا اسلئے کہ روایات میں آتا ہے جس کا مفہوم ہے کہ جس کا حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ رہ گیا اور اللہ حساب کیسے لے گا اس پر نہ آپ داروغہ ہیں نہ میں داروغہ ہوں اسلئے ایسا سوال کرنا، اندیشہ بے جا سے دبلا ہونے کے مصداق ہے۔

سوال نمبر ۸:۔ اگر چاروں مسلک برحق ہیں یعنی چاروں اماموں کے مقلدین حق پر ہیں اور ہر شخص کو اپنے امام کی تقلید لازم ہے، اب اگر ایک شافعی المسلک آدمی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کو فرض مانتا ہے اور پڑھتا ہے تو وہ حق پر ہے؟ اس لئے کہ وہ امام صاحب کی تقلید کررہا ہے؟ اور ایک جماعت موحدین کا یہی عمل ناحق ہے؟ اسلئے کہ وہ امام اعظم نبی کریم ﷺ کی اتباع کررہا ہے؟

جواب:۔ امام کے پیچھے مقتدی کا سورۂ فاتحہ پڑھنا اجتہادی مسئلہ ہے اسلئے اگر ایک حنفی مقتدی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھ رہا ہے تو وہ اپنے امام کے اجتہاد کی تقلید میں نہیں پڑھ رہا ہے اسلئے حق پر ہے اور اگر ایک مقتدی شافعی سورۂ فاتحہ پڑھ رہا ہے تو اپنے امام کی اجتہاد کی تقلید میں پڑھ رہا ہے اور ایک غیر مقلد مجتہد کے درجہ پر فائز نہ ہوتے ہوئے بھی اجتہاد کرنے کی کوشش کررہا ہے تو اٹکل پچو کام کررہا ہے، خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کررہا ہے۔ گمراہی ناحق ہے۔

آپ یا کوئی اور غیر مقلد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے تو اصول سے یہ ہونا چاہئے کہ قرآن کریم کی صریح آیت پیش کرے یا احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ پیش کرے ورنہ نبی کریم ﷺ کا نام استعمال کرکے گمراہ نہ کرے۔

www.ownislam.com

چیلنج احقاق حق

اگر آپ حق ثابت کرنے کیلئے یہ سوالات کرتے ہیں تو آپ کے ذمہ لازم ہے کہ آپ حق ثابت کرنے کیلئے ایک مجلس کا انعقاد کیجئے۔ مجھ سے مقام، تاریخ، اور وقت طے کیجئے۔ اہلیان بھڑ گاؤں کو جمع کیا جائے گا۔ میں رعایت دیتا ہوں کہ آپ احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ نہ پیش کیجئے بلکہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اصول حدیث سے صرف ایک صحیح صریح حدیث پیش کر دیجئے، سب کے سامنے میں آپ کے حق پر ہونے کا اعلان کروں گا۔ اور اگر آپ مذکورہ مسئلے پر ایک بھی صحیح صریح حدیث نہیں پیش کر سکے تو آپ کو اعلان کرنا ہوگا کہ آپ نے غلط سوال لکھا تھا اور غیر مقلدیت سے توبہ کرنی ہوگی اور جواب کے موصول ہونے کے آٹھ دن کے اندر اندر آپ مجھ سے مجلس طے کر لیں یا اسی مجلس میں طے کریں جس میں آپ اللہ رب العزت کے ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن اور حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث بتائیں گے۔

سوال نمبر ۹:۔ کیا قیامت کے دن حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اپنے اماموں کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے جن کی وہ تقلید کرتے تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''جس دن ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ'' (بنی اسرائیل: ۷۱)

جواب:۔ دیکھئے یہ ثبوت ہے ان سوالات کا شیعوں کے پٹارے سے ہونے کا۔ کسی ترجمہ قرآن کے لکھنے والے نے یا کسی مفسر نے اس آیت کا یہ ترجمہ یا یہ تفسیر نہیں کی ہے ہر ایک نے یہاں ''امام'' کا ترجمہ کیا ہے ''اعمال نامے'' سے۔ کیا یہ تحریف قرآن نہیں ہے جو بالاجماع حرام ہے۔

سوال نمبر ۱۰:۔ کسی مقلد عالم، مفتی یا شیخ الحدیث کو کوئی آیت یا صحیح حدیث مل جائے جو اسکے امام کے قول کے خلاف ہو تو اس عالم یا مفتی کو کیا کرنا چاہئے؟ اگر وہ یہ کہہ کر صحیح حدیث کو ٹال دیں کہ ہمارے امام کا مسلک نہیں ہے تو وہ مومن رہا یا نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''سو قسم ہے تیرے رب کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپسی اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔'' (سورۃ النساء: ۶۵)

جواب:۔ کیا آپ ائمہ مجتہدین کو شیعوں کے امام پر قیاس کرتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت میں ''امام'' کا درجہ اسی کو حاصل ہوتا ہے۔ جو کتاب وسنت کا ماہر ہوتا ہے اور اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسکے سامنے قرآن کریم کی تمام آیات اور ان کا مفہوم، کسی بھی مسئلہ میں تمام احادیث بلکہ ان پر اسلاف کا عمل بھی سامنے ہوتا ہے، اس کے بعد ہی وہ کوئی اجتہاد کرتا ہے۔ اسلئے اس کا قول کیسے کسی حدیث کے خلاف ہو سکتا ہے، جو صحیح معنوں میں مسئلے کے خلاف ہو۔ نا اہل کو وہ حدیث اس کی سمجھ کے خلاف محسوس ہوتی ہے اصل میں وہ اجتہادی مسئلے کے خلاف نہیں ہوتی ہاں نا اہل کی سمجھ کے خلاف ہو سکتی ہے نا اہل اسے قرآن وحدیث کے خلاف کہتا ہے گویا وہ اپنی سمجھ کو قرآن وحدیث کہتا ہے۔ اور ایسا کوئی مسئلہ ہو جس میں حنفی مسلک صحیح صریح حدیث کے خلاف ہو تو آپ اس مسئلے پر مجھ سے تقریری یا تحریری مناظرہ کر لیجئے حقیقت سامنے آجائے گی۔ ورنہ اس قسم کے مفروضوں سے پرہیز کیجئے۔

سوال نمبر ۱۱:۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا صرف امام اعظم محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا یا چاروں اماموں کے جھنڈے بھی الگ الگ ہونگے؟

جواب:۔ روایات میں قیامت کے دن حضور ﷺ کے ہاتھ میں حمد کے جھنڈے کا ذکر آتا ہے۔ اور کچھ مخصوص گناہوں کے جھنڈے کا بھی ذکر ہے مثلاً خیانت کرنے والوں کے مقعد میں سے جھنڈا نکلا ہوگا وغیرہ۔ چونکہ ائمہ مجتہدین **اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** ''پر کاربند رہے اور ''حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی'' امت کا اجماع مسالک اربعہ پر ہوا اور ائمہ مجتہدین اجتہادی مسائل میں دین اسلام کی ترویج اور حضور ﷺ کی سنت کی تائید میں لگے رہے اور مقلدین اجتہادی مسائل میں اپنے امام کی تقلید کرتے رہے اسلئے قیامت کے دن حمد کا جھنڈا حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور ان شاء اللہ اس کے نیچے سارے امام مقلدین سمیت ہوں گے۔

www.ownislam.com

سوال نمبر۱۲:۔اگر نماز کو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، طریقے پر ہی پڑھنا ضروری ہے تو امام اعظم محمد ﷺ کا نماز کا طریقہ کس لئے ضروری ہے جیسا کہ حدیث میں ہے "**صلوا کما رائیتمونی اصلی**" نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

جواب:۔نماز تو حضور اکرم ﷺ کے طریقے پر ہی پڑھی جاتی ہے۔لیکن نماز میں کچھ امور اجتہادی بھی ہیں جن کا ذکر قرآنِ کریم یا احادیث میں صراحتاً مذکور نہیں ہے (ان امور میں سے کچھ کا تذکرہ اس خط کے آخر میں ہوگا)۔اس لئے نماز کے اجتہادی امور میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی طریقے پر عمل ضروری ہے۔

سوال نمبر۱۳:۔حنفیوں نے تعصب کی بنیاد پر شافعی المذہب کے لوگوں کا اندھا دھند قتل کرنا شروع کر دیا اور جتنے شافعی ان کے ہاتھ لگے سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔(ظفر المبین:۱/۳۹) اگر احناف کے نزدیک شافعی حق پر تھے تو بے گناہ شافعیوں کا خون کیوں بہایا گیا؟

جواب:۔ظفر المبین کے حوالے سے آپ بے گناہ شافعیوں کی خون کے قصاص کا مطالبہ چاہتے ہیں؟ ویسے آپ پہلے تحریر کیجئے ظفر المبین آپ کے نزدیک کونسی دلیل میں شامل ہے؟ قرآن مجید یا احادیث؟ ویسے تو مجھے حیرت ہے کہ آپ کو مقلدین کے قتل کی فکر کیوں پیدا ہوگئی؟ جب کہ آپ کے غیر مقلد عالم لکھتے ہیں "مقلدین واجب القتل ہیں۔" اور آپ کے نزدیک مقلدین کا قتل کار ثواب ہے۔پھر آپ کو اس کی فکر کیوں؟

سوال نمبر۱۴:۔اجماع کی تعریف کیا ہے؟ اور کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟ کیا تقلید شخصی پر اجماع ہوا ہے؟ اگر ہوا ہے تو کب؟ کہاں، اور کن کا؟

جواب:۔آپ کے نزدیک تو صرف قرآن اور حدیث حجت ہیں اور تقلید حرام ہے۔اجماع غیر نبی کا ہوتا ہے پھر اس کی آپ کو فکر کیوں ہوگئی؟ دراصل دانستہ یا نادانستگی میں غیر مقلدین شیعوں کے آلۂ کار ہیں اسی لئے جب سے یہ فرقہ پیدا ہوا ہے (تقریباً سوا سو سال سے) یہی سوالات جاری ہیں ان کے تشفی بخش جوابات مل چکے ہیں جو باقاعدہ کتابوں میں تحریر ہیں لیکن اندھی تقلید میں وہی کام آپ بھی کر رہے ہیں۔دیکھئے جو آپ کا سوال نمبر۱۴ ہے وہی سوال مولانا صفدر امین اوکاڑی سے کئے گئے سوالات میں سوال نمبر۱۰ ہے۔چونکہ آپ کا یہ اعتراض ہے اسلئے میں وہی جواب تحریر کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔"ہم عصر مجتہدین کا کسی شرعی حکم پر اتفاق کرنا اجماع کہلاتا ہے اور اس پر متواتر عمل ہونے سے اس کا متواتر ثبوت ہوتا ہے۔جیسے اہل فن نے اجماع کیا کہ کل فاعل مرفوع (یعنی ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے) سب جگہ اہل فن فاعل پر رفع پڑھتے چلے آرہے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات اہل فن کے یہاں اجماعی ہے۔اسی طرح خیر القرون کے بعد ہر جگہ کسی نہ کسی امام کی تقلید شخصی پر متواتر عمل جاری رہا، یہی اس کے اجماع پر قوی ترین دلیل ہے۔"

سوال نمبر۱۵:۔ان چار ائمہ نے کیسے تعلیم پائی ہے؟ بذریعہ وحی یا دیگر ائمہؒ سے؟ اگر دیگر ائمہ سے انہوں نے تعلیم حاصل کی تو کیا ان کے اساتذہ ان سے افضل تھے یا مفضول؟ اگر افضل تھے تو ان کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟ اور خود چاروں ائمہؒ نے تقلید کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

سوال نمبر۱۶:۔چاروں ائمہؒ افضل ہیں یا چاروں خلفائے راشدینؓ؟ اگر خلفائے راشدینؓ افضل ہے تو پھر ان کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟

سوال نمبر۱۷:۔حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت زین العابدینؒ، حضرت امام باقرؒ، اور حضرت امام جعفر صادقؒ ان چاروں ائمہ سے افضل ہیں یا یہ چار امام ان سے افضل ہیں؟ آل رسول ﷺ کے ان ائمہ کے مقلد کو تو ہم شیعہ رافضی کہیں اور ان سے کم درجہ کے ائمہ کی تقلید کو فرض مانیں، اس تفریق کی وجہ کیا ہے؟

جوابات:۔شیعوں کے پٹارے کا حوالہ اس لئے بھی صحیح ہے کہ مذکورہ سوالات اس پر گواہ ہیں۔"افضل"، "مفضول"، وغیرہ انہیں کی اصطلاح ہے۔یا تو آپ دھوکہ دے رہے ہیں یا دھوکہ کھا رہے ہیں۔

مسلک پر عمل کیلئے ضروری ہے کہ وہ مدوّن ہو اور اس مسلک میں خلفاء راشدین صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ کے اقوال و اعمال شامل ہوتے ہیں ان تمام کو جو مجتہد ترتیب دیتا ہے نسبت اس کے نام سے ہوتی ہے جیسے احادیث رسول ﷺ کو امام بخاری نے جمع کیا اسے صحیح بخاری کا نام دیا گیا امام مسلمؒ نے جمع کیا تو

www.ownislam.com

صحیح مسلم کا نام دیا گیا اسمیں افضل ومفضول کی بحث ہی نہیں ہے دراصل یہی سوالات شیعوں نے اور منکرین حدیث نے محدثین کے خلاف بھی کیا ہے آپ ان سوالات کو محدثین پر منطبق کیجئے اور اپنی عقل کا ماتم کیجئے کہ آپ اہل حدیث ہوتے ہوئے اپنے خلاف پروپیگنڈہ کررہے ہیں۔

سوال نمبر ۱۸:۔تقلید شخصی کے متعلق قرآن وصحیح حدیث میں کیا حکم ہے؟ اگر تقلید کا حکم ہے تو آیت اور حدیث صاف صاف لکھ دیجئے جس میں یہ ہو کہ فلاں امام کی تقلید تم پر فرض ہے جو نہ کریں وہ لامذہب ہے۔

جواب:۔پہلے آپ یہ وضاحت کیجئے کہ کیا آپ تقلید کو حق تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی قسمیں بیان کرنا شروع کردیا۔اور آپ کو صرف تقلید شخصی پر اعتراض ہے۔جس طرح آپ تقلید کو حق مانتے ہیں ویسے ہی تقلید شخصی کا حکم مانیں۔دیکھئے آپ کا سوال ۱۸ مولانا صفدر امین اوکاڑوی سے کئے گئے سوالات میں سوال ۳۵ ہے۔(اس کا مطلب یہ ہے کہ مزید سوالات بھی آپ کے پٹارے میں ہیں، انہیں بھی تحریر کرکے حسرت نکال سکتے ہیں)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:(فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون) اس آیت میں لوگوں کو دو قسمیں بتادیں:(۱) وہ جو اہل ذکر ہیں جن کو دین خوب یاد ہے، ان کو مجتہدین کہتے ہیں۔(۲) وہ لوگ جو مجتہدین نہیں ہیں ان کو حکم دیا کہ تم اہل ذکر سے پوچھ کر عمل کرو، اسی کا نام تقلید ہے۔رہا یہ سوال کہ آیت یا حدیث میں امام ابوحنیفہؒ کا نام ہو تو یہ ایک جاہلانہ سوال ہے۔جیسے قرآن کریم میں حکم ہے کہ(فَاقْرَءُ و مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰن) اس میں قرآن پڑھنے کا حکم ہے، اب جو استاد بھی میسر آجائے اس سے پڑھ لے تو اس سے پڑھ لے تو اس حکم پر عمل ہوگیا۔اب کوئی ضد کرے کہ آیت میں یوں لکھا ہو کہ محمد اسلم نورانی قاعدہ محمد دین سے پڑھے اور تیسواں پارہ محمد علی سے پڑھے، تو یہ جہالت ہے۔اسی طرح قرآن میں حکم آگیا:(فانکحوا ماطاب لکم من النساء یعنی عورتوں میں سے تم کو جو پسند آئے اس سے نکاح کرو) اب کوئی یہ کہے کہ یہ تو نکاح کا حکم ہے، یہ دکھاؤ کہ قرآن پاک میں صاف ہو کہ محمد علی کی شادی زینب بی بی سے ہو۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ اپنی بیماری کا علاج کرو، اب جو بھی ڈاکٹر میسر آجائے اس سے علاج کروالیا جائے گا۔یوں سوال کرنا کہ بیماری کا نام بھی ہو اور ہیضہ کا علاج ڈاکٹر محمد اسلم سے کروانا اور انگریزی دوائی لینا اور ملیریا کا علاج حکیم قرآن میں ہے لیکن سب مومنوں کے نام مذکور نہیں، اب کوئی کہے کہ جب تک یہ لفظ نہ دکھاؤ گے کہ عبدالرزاق نماز پڑھے، میں نماز نہیں پڑھوں گا۔اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ دلیل کے دو مقدمے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ مومن نماز پڑھے، یہ مقدمہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔دوسرا یہ کہ عبدالرزاق مومن ہے، یہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے بلکہ ہمارے مشاہدے سے ثابت ہے۔اسی طرح تمہید کا پہلا مقدمہ کہ اہل ذکر سے مسائل پوچھو، یہ قرآن میں ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا اہل ذکر میں سے ہونا امت کے اجماع سے ثابت ہے اور ہمارے ملک میں صرف مذہب حنفی کا متواتر ہونا ثابت ہے۔اسی طرح منکرین حدیث بھی آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ قرآن میں ہے:(اطیعوا اللہ و الرسول) آپ ہمیں کہتے ہیں کہ اطیعوا البخاری اطیعوا الترمذی وغیرہ اور منکر قرآن بھی پوچھ سکتے ہیں کہ قرآن میں کہ ہے:(فاقرء وا ماتیسر من القرآن) تم ہمیں کہتے ہو فاقرأو قراۃ عاصم وحمزہ۔ یاد رہے کہ ائمہ کی فقہ کا درجہ تیسرا ہے، اگر ناموں کی ضرورت ہے تو پہلے سات قاریوں کے نام قرآن وحدیث میں دکھائیں، پھر صحاح ستہ والوں کے نام قرآن وحدیث میں دکھائیں اور تیسرے نمبر پر ہم سے مطالبہ کریں۔

اسی طرح میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم میں اور احادیث میں ''مسجد حرام'' کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہے، لیکن آپ حضرات مغرب کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے ہیں، پہلے آپ قرآن کریم میں یا احادیث میں بتائیں کہ مسجد حرام مغرب کی سمت میں ہے۔

سوال نمبر ۱۹:۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد چاروں ائمہ میں سے کس کی تقلید کریں گے؟ اور چاروں میں سے کس کی فقہ نافذ کریں گے اور کس کی تبلیغ کریں گے؟ اس سلسلے میں قرآن وصحیح حدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

جواب:۔ابھی جو زمانہ جاری ہے اسی میں قرآن کریم کی آیت ''یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم'' (سورۃ

www.ownislam.com

نساء آیت) احادیث کثیرہ اور اجماعِ امت سے جو مسالکِ اربعہ ہیں ان میں سے کسی پر عمل کرنے کی فکر ہی نہیں بلکہ انھیں شرک و بدعت کہنے کا دعویٰ بے دلیل کیا جاتا ہے اور ان کے خلاف یعنی اجماعِ امت کے خلاف ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالنے کی اور امت میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کی غیر مقلدین کی مذموم حرکت پورے زور وشور سے جاری ہے۔ اجماعِ امت کے خلاف عمل کرنے کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اور اس کی کوئی فکر ہی نہیں ہے اور قیامت کے قریب پتہ نہیں کب جب عیسیٰؑ نازل ہوں گے اس پر اندیشے کی فکر جاری ہے اور اس پر سوال جواب کیا جارہا ہے۔ لیکن اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ فی الحال اپنی فکر کیجئے۔

سوال نمبر ۲۰:۔ کیا قبر میں یہ پوچھا جائے گا کہ تو کس امام کا مقلد تھا یا تیرا امام کون ہے۔؟

جواب:۔ قبر میں حضور پاک ﷺ کو بتا کر پوچھا جائے گا اس شخص کے بارے میں کیا جانتا ہے؟ چونکہ مقلد نے اللہ اور اس کے رسول کی اتباع میں تقلید کی ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں اپنے امام کو مانا ہوگا اس لئے یہ تقلید حضور ﷺ کی اطاعت ہی میں شامل ہے اسلئے ان شاء اللہ شرعی مقلد صحیح جواب دے گا۔ اور جس نے حضو ﷺ کی نافرمانی کی وہ اپنی فکر کرے۔

یاد رھے

آپ کے ذمہ درج ذیل امور کی صفائی لازم ہے، جو عوام کے سامنے ہونا چاہئے۔

(الف) حضور اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے کے مترادف

آپ نے درج ذیل جملے قوسین میں احادیث کے حوالوں کے ساتھ درج کیا ہے۔

☆ تراویح نفل نماز ہے تہجد اور تراویح دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ (ترمذی، الصوم، باب ماجاء فی قیام شہر رمضان، حدیث ۸۰۶) (ابوداؤد الصلوٰۃ باب فی قیام شہر رمضان، حدیث ۱۳۷۵)

☆ دراصل تہجد اور تراویح دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ (ترمذی، الصوم، باب ماجاء فی قیام شہر رمضان، حدیث ۸۰۶) (ابوداؤد الصلوٰۃ باب فی قیام شہر رمضان، حدیث ۱۳۷۵)

☆ اس طریقے پر صحابہ کرامؓ اور انکے بعد ساری امت کا عمل رہا اور جس چیز کو صحابہ کرامؓ کی مجموعی تائید حاصل ہو جائے وہ بدعت نہیں ہوا کرتی۔

ویسے بھی حضرت عمرؓ خلفائے راشدینؓ میں سے ہیں جن کی سنت اختیار کرنے کا حکم خود نبی اکرم ﷺ فرما گئے تھے۔ (ابوداؤد، السنۃ باب فی لزوم السنۃ حدیث ۴۶۰۷) (ترمذی، العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدع، حدیث ۲۶۸۱)

اگر آپ درج بالا جملے مذکورہ احادیث میں نہ دکھا سکے تو عوام کیسامنے معافی نامہ تحریر کرنا ہوگا، کیونکہ یہ حضور اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے۔

(ب) اصول جدّی سے جوابات کا مطالبہ.....اور اس کا نتیجہ

''نوٹ'' کے نمبر (۱) کے تحت آپ نے مطالبہ کیا ہے تمام سوالات کے جواب..... ''امام ابوحنیفہؒ کے قول سے دیں مطلب امام ابوحنیفہؒ کی خود کی لکھی کتاب سے دیجئے۔''

مذکورہ مطالبہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کسی کے قول یا فعل کو تب ہی تسلیم کرتے ہیں جب کہ وہ کہنے والا یا کرنے والے کے خود ہاتھ سے لکھا ہوا ہو۔ ایسے اصول سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ یاد رہے آپ نے اپنے مراسلات میں جگہ جگہ کتاب اللہ کے اور احادیث کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں اب

www.ownislam.com

آپ کے اصول کے مطابق آپ کو

(۱) خود اللہ رب العزت کے ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن کریم بتانا ہوگا۔ (۲) آپ کو ایسی احادیث بتانی ہوگی جو خود آپ ﷺ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہوں **(نعوذ باللہ مِنْ ذالك)**۔

آپ نے جتنے حوالے قرآن کریم، احادیث بخاری و مسلم وغیرہ پیش کئے ہیں خود آپ ہی کے اصولوں کے مطابق سب نا قابل تسلیم ہیں۔ اب آپ کے ذمہ لازم ہے کہ آپ تاریخ، دن، وقت اور مقام طے کریں تا کہ اہلیان بھڑ گاؤں کو دعوت دی جائے کہ ''آپ اللہ رب العزت کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآنِ کریم اور حضور اقدس ﷺ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی احادیث عوام کو بتائیں گے۔'' اس مراسلہ کے موصول ہونے کے آٹھ دن کے اندر آپ مذکورہ مجلس کا اعلان کریں ورنہ آپ کے جوابات اور سوالات کالعدم قرار دیئے جائیں گے۔

(ج) چیلنج احقاقِ حق

اگر آپ حق ثابت کرنے کیلئے یہ سوالات کرتے ہیں تو آپ کے ذمہ لازم ہے کہ آپ حق ثابت کرنے کیلئے ایک مجلس کا انعقاد کیجئے۔ مجھ سے مقام، تاریخ، اور وقت طے کیجئے۔ اہلیان بھڑ گاؤں کو جمع کیا جائے گا۔ غیر مقلدین کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ اور فرض کے لئے دلیل میں صریح آیت یا احادیثِ صحیحہ صریحہ متواترہ پیش کرنا چاہئے۔ لیکن میں آپ کو رعایت دیتا ہوں کہ آپ احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ نہ پیش کیجئے بلکہ ''مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اصول حدیث سے صرف ایک صحیح صریح حدیث پیش کر دیجئے''، سب کے سامنے میں آپ کے حق پر ہونے کا اعلان کر دوں گا۔ اور اگر آپ مذکورہ مسئلے پر ایک بھی صحیح صریح حدیث نہیں پیش کر سکے تو آپ کو اعلان کرنا ہوگا کہ آپ نے غلط سوال لکھا تھا اور غیر مقلدیت سے توبہ کرنی ہوگی۔

جواب کے موصول ہونے کے آٹھ دن کے اندر اندر آپ مجھ سے مجلس طے کر لیں یا اسی مجلس میں طے کریں جس میں آپ اللہ رب العزت کے ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن اور حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث بتائیں گے۔

(د) آپ کیا ترک کریں گے ..... غیر مقلدیت یا اسلام ؟

آپ (غیر مقلدین) کے دعوے ہیں کہ ''ہم صرف قرآن کریم اور صحیح احادیث پر عمل کرتے ہیں۔'' ''ہمارا ہر عمل قرآن یا حدیث سے مدلل ہے۔''

آپ کے یہ دعوے جھوٹے ہیں کیوں کہ بغیر تقلید کے اسلام پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) ایمان (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج۔ تمام ارکان کا جائزہ بعد میں لیا جائے'' آپ صرف ایک رکعت نماز بغیر تقلید کے پڑھ کر بتا دیجئے۔

آپ تمام غیر مقلدین علماء اور غیر علماء سے آسان مطالبہ ہے کہ درج ذیل امور کی دلیل میں صرف ایک ایک حدیث پیش کیجئے۔

(۱) امام تکبیرات بلند آواز سے کہتا ہے۔ اور آپ حضرات آہستہ سے کہتے ہیں۔

(۲) امام سورۂ فاتحہ بلند آواز سے پڑھتا ہے۔ اور آپ حضرات آہستہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳) امام جب ''ولا الضالین'' کہتا ہے تو آپ حضرات ''مقتدی'' بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۴) آپ حضرات جب بھی قیام کی حالت میں ہوتے ہیں تو ہاتھ باندھتے ہیں لیکن قومہ میں (رکوع سے اٹھنے کے بعد) ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

(۵) رکوع میں امام بھی اور آپ حضرات بھی آہستہ سے ''سبحان ربی العظیم'' کہتے ہیں۔

(۶) سجدہ میں امام بھی اور آپ حضرات بھی آہستہ سے ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہتے ہیں۔

www.ownislam.com

مذکورہ امور کی دلیل میں قرآن کریم کی کوئی آیت یا کوئی حدیث موجود نہیں ہے اس کے بعد بھی آپ اس پر عمل کرتے ہیں اور جو صرف تعامل سلف یعنی تقلید کی بناء پر ہے جب کہ تقلید آپ کے نزدیک شرک ہے۔ اسلئے آپ (تمام غیر مقلدین) بغیر دلیل کے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ورنہ آپ شرک کریں گے۔ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیگا باقی جس گناہ کو چاہے معاف فرمادیگا۔ اسلئے اب آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ آپ غیر مقلدیت کو چھوڑیں گے یا نماز کو؟

کیا مذکورہ امور میں آپ کے پاس دلیلیں (صحیح صریح احادیث) ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو احادیث پیش کیجئے۔ اور اگر جواب نہیں میں ہے تو تحریر فرمائیں آپ غیر مقلدیت چھوڑیں گے یا اسلام؟

☆☆☆☆☆

''حنفی علماء سے سوالات'' کے جوابات

شہر مالیگاؤں میں غیر مقلدوں کا ایک ادارہ ''الشبان المسلمین'' نام سے موسوم تھا۔ ان کی طرف سے حنفی علماء سے سوالات کا ایک پمفلٹ ۱۹۹۲ء میں شائع کیا گیا۔ اس پمفلٹ میں تیئس سوالات تحریر کئے گئے تھے۔ ان کے جوابات کی ذمہ داری احناف کے ایک ادارہ ''جمعیۃ المسلمین'' مالیگاؤں نے لیا۔ جانبین کے صدور کی دستخطوں کے ساتھ مراسلات کا سلسلہ تقریباً ڈیڑھ سال تک چلتا رہا آخر میں جمعیۃ المسلمین نے ایک کتاب بنام 'الدلائل الشرعیۃ'' شائع کی۔ جس میں اختلافی مسائل میں مختلف ابواب اور تیئس سوالات کے جوابات کی طباعت کی گئی۔ غیر مقلدین کا پمفلٹ ''حنفی علماء سے سوالات'' کا عکس اور سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُمت مسلمہ میں اس وقت جو فساد۔ بگاڑ اور انتشار و فرقہ بندی نظر آرہی ہے اس کو دیکھ کر ہمارے ذہنوں میں مختلف سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ بخاری علمائے احناف سے گذارش ہے کہ ان سوالات کا سنجیدگی سے مدلل جواب دیکر ہمیں مطمئن کریں۔

حنفی علماء سے سوالات؟

۱) رفع یدین کب منسوخ ہوا؟ ۲) اگر رفع یدین منسوخ ہے (جیسا کہ علمائے احناف کہتے ہیں) تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاری نے "صحیح بخاری" میں، امام مسلم نے "صحیح مسلم" میں صرف رفع یدین ہی کی روایتیں نقل کی ہیں؟ ۳) بخاری شریف اور مسلم شریف میں رفع یدین کی روایتیں تین صحابیؓ سے مروی ہیں (الف) عبداللہ بن عمرؓ جو کہ حضورؐ کے انتقال تک آپؐ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ آپؓ حضورؐ کے انتقال کے بعد ۱۳ سال تک زندہ رہے اور مدینہ منورہ ہی میں آپؓ کا انتقال ۷۳ھ میں ہوا۔ (تاریخ صغیر البخاری) ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے حضورؐ کا اور تمام صحابہؓ کا عمل دیکھا اور اسکے بعد رفع یدین کی روایت آپ نے اپنے بیٹے سالم سے بیان کیا۔ اور سالم نے امام زہری سے۔ امام زہری نے امام مالک سے۔ امام مالک نے عبداللہ بن مسلمہ سے اور عبداللہ بن مسلمہ نے امام بخاری سے رفع یدین کی روایت بیان کی۔ اس حدیث کی سند کے تمام راوی مدینہ ہی کے ہیں۔ اگر رفع یدین منسوخ ہوتا تو ان لوگوں کو فوراً علم ہوتا کیونکہ مدینہ تو اکابر صحابہؓ کی آماجگاہ تھی۔

(ب) دوسری روایت بخاری و مسلم میں مالک بن حویرثؓ سے ہے جو کہ ۹ھ میں ایمان لائے۔ آپؓ نے اپنے قبیلے کے بیس نوجوانوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیس دن قیام کیا اور حضورؐ کے ایک ایک عمل کو دیکھتے رہے سنہ ۱۰ھ میں آپؐ کا انتقال ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس دوران رفع یدین منسوخ کب ہوا؟ جبکہ مالک بن حویرثؓ نے حضورؐ کے انتقال سے چھ یا سات مہینے قبل حضورؐ کو رفع یدین سے نماز پڑھتے دیکھا اور روایت بیان کی۔

(ج) تیسری روایت وائل بن حجرؓ سے ہے جو کہ یمن کے شہزادے تھے۔ یہ بھی ۹ھ میں مدینہ تشریف لائے اور حضورؐ کو آپؐ نے رفع یدین سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (بخاری و مسلم)۔ ۴) اگر رفع یدین منسوخ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف میں ۱۹ صحابہؓ کے نام ذکر کئے ہیں جن سے رفع یدین کی روایتیں مروی ہیں۔ ان میں حضرت عمرؓ۔ علیؓ۔ انس بن مالکؓ۔ ابوہریرہؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ۔ عائشہؓ۔ سہل بن سعدؓ۔ ابوقتادہؓ۔ جابر بن عبداللہؓ۔ ابوموسیٰ اشعریؓ اور عمر لیثیؓ جیسے عظیم المرتبت صحابہ ہیں۔ کیا ان لوگوں کو رفع یدین کی منسوخیت کا علم نہیں ہوا۔

www.ownislam.com

ترمذی ہی میں امام ترمذی نے امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام عبداللہ بن مبارک کا قول نقل کیا ہے "ثابت ہوئی ہے حدیث اس شخص کی جو رفع یدین کرتا ہے اور نہیں ثابت ہوئی حدیث ابن مسعودؓ کی"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ترمذی بھی اسی کے قائل ہیں کہ رفع یدین بلاشبہ سنت ہے۔ منسوخ نہیں ہے۔ پھر علمائے احناف اسے منسوخ کیوں قرار دیتے ہیں؟

(۵) امام بخاری نے اپنے رسالہ جزء "رفع یدین" میں یہ قول فیصل درج کیا ہے کہ حضورؐ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے کسی بھی صحابہؓ سے رفع یدین ترک کر کے نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ امام بخاری (جو کہ امام المحدثین ہیں) نے اتنا اہم فیصلہ بلا وجہ اور بلا دلیل نہ لکھا ہوگا جبکہ امام بخاری نے حدیث کے لئے تمام بلاد اسلامیہ کا سفر کیا اور چھ لاکھ حدیثیں آپ نے جمع کیں تو کیا امام بخاری کا یہ قول درست نہیں ہے۔

(۶) احادیث کو جمع اور مرتب کرنے والے تمام محدثین مثلاً امام بخاریؒ۔ امام مسلمؒ۔ امام ترمذیؒ۔ امام مالکؒ۔ امام احمدؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام دارقطنیؒ۔ امام ابن ابی شیبہؒ۔ امام بیہقیؒ۔ امام ابوعوانہؒ۔ امام حمیدیؒ۔ امام داؤد ظاہریؒ وغیرہ تمام ہی نے رفع یدین (عندالرکوع) کو سنت تسلیم کیا ہے تاکہ منسوخ اور ان تمام محدثین نے اپنی اپنی تصنیفات میں رفع یدین کی روایتیں نقل کی ہیں تو کیا یہ تمام محدثین رفع یدین کے معاملے پر غلطی پر ہیں؟

(۷) کیا وجہ ہے کہ حنفی مدارس میں احادیث کی کتب میں سے بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ اور ابوداؤد تو پڑھائی جاتی ہیں لیکن علمائے احناف جب اپنا مسلک ثابت کرنے پر اتر آتے ہیں تو طحاوی، ابوعوانہ، ابن ابی شیبہ، بیہقی وغیرہ ایسی کتب حدیث کا حوالہ دیتے ہیں جنکی روایتیں اکثر ثابت نہیں ہوتیں اور نہ ہی یہ کتابیں حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔

(۸) امام ابوحنیفہؒ کا صرف ایک قول بیان کیجئے کہ جس میں آپ نے اپنی تقلید کرنے کا حکم دیا ہو۔

(۹) کیا تقلید شخصی کا رواج خیر القرون (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کے زمانے میں تھا؟

(۱۰) کیا چاروں اماموں نے اپنے ماننے والوں کو اپنی تقلید کرنے کا حکم دیا تھا؟ اگر ہاں تو دلیل دیجئے اگر "نہیں" تو پھر کیا وجہ ہے کہ انکی تقلید کی جاتی ہے؟

(۱۱) اگر صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین تقلید شخصی نہیں کرتے تھے تو وہ مقلد ہوئے یا غیر مقلد؟

(۱۲) جو شخص براہ راست قرآن و حدیث کا مطالعہ کر سکتا ہو تو کیا اسکے لئے بھی تقلید ضروری ہے؟

(۱۳) تقلید سنت ہے؟ واجب ہے؟ فرض ہے؟ یا مستحب ہے؟

(۱۴) کیا حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چاروں مسلک برحق ہیں؟

(۱۵) اگر یہ مسالک برحق ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ایک ہی عمل ایک مسلک میں جائز اور دوسرے مسلک میں ناجائز ہے؟ مثلاً سورۃ فاتحہ کا نماز میں امام کے پیچھے پڑھنا امام شافعی کے نزدیک مقتدی پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ اگر کوئی شخص نہ پڑھے تو اسکی نماز ہی نہ ہوگی جبکہ حنفی مسلک میں اسکے ہی الٹ ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھ لے تو اسکی نماز باطل۔ اسکے باوجود یہ دعویٰ ہے کہ دونوں برحق ہیں۔ مگر کیسے؟

(۱۶) امام شافعی نے اپنی تصنیف کتاب الام میں لکھا ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا واجب ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر رفع یدین ترک کر دے اسکی نماز باطل ہے کیونکہ رفع یدین ترک کر کے نماز پڑھنا حضورؐ سے ثابت نہیں ہے جبکہ حنفی مسلک میں اسکے برخلاف رفع یدین (عند الرکوع) منسوخ ہے۔ اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں ہے حنفی، شافعی اس معاملے میں ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور دعویٰ یہ کہ دونوں برحق بھی ہیں۔ کیسے؟

(۱۷) کیا حضورؐ نے مرد کو زیر ناف اور عورت کو سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم دیا تھا؟ کوئی ایک صحیح اور صریح حدیث بیان کیجئے۔

(۱۸) کیا حضورؐ نے تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کو کانوں کی لو تک اور عورت کو شانوں تک رفع یدین کرنے کا حکم دیا تھا؟

(۱۹) کیا مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے؟ کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے۔

(۲۰) کیا حضورؐ وضو میں گردن کا مسح ہتھیلی کی پشت سے کیا کرتے تھے؟ کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے۔

(۲۱) کیا حضورؐ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کرتے تھے؟ کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے۔

(۲۲) کیا فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء سنت ہے؟ کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے۔

(۲۳) کیا حضورؐ نے صحابہؓ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھ کر کہا تھا کہ "نماز میں سرکش گھوڑوں کی دم کی طرح ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو؟" جبکہ یہی عمل تکبیر تحریمہ کے وقت کیا جاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو عمل حضورؐ خود کرتے ہوں صحابہؓ کو کرتے دیکھ کر اتنے سخت الفاظ سے منع فرمایا ہو؟

اگر رفع یدین اتنا ہی ناپسندیدہ عمل ہے تو حنفی مسلک میں وتر کی تیسری رکعت میں ایک بار اور عیدین کی نمازوں میں چھ چھ بار کیوں کیا جاتا ہے؟ اگر یہ حدیث رفع یدین کی منسوخیت میں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ فن حدیث کے ماہرین امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی نے اسکو تشہد کے باب میں پیش کیا ہے نہ کہ رفع یدین کی منسوخیت میں ہے؟

منجانب الشبان المسلمین موتی پور مالیگاؤں۔

تقلید اور اتباع سنت ائمہ اربعہ کی نظر میں

(۱) امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے "جب کوئی صحیح حدیث مل جائے تو اسی پر عمل کرو، وہی میرا مذہب ہے"۔

www.ownislam.com

(دُرِّ مختار)

۲) امام مالکؒ کہتے ہیں "میں تو بس ایک انسان ہوں میری رائے غلط بھی ہوتی ہے اور صحیح بھی۔ تو میری رائے کو پرکھو۔ جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔"

(جامع البیان العلم۔ عبدالبر)

۳) امام شافعیؒ کہتے ہیں "تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے جس کسی کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح حدیث مل جائے اسے کسی اور کے قول پر عمل کرنا اور حدیث کو چھوڑ دینا حرام ہے۔"

(اعلام الموقعین)

۴) امام احمدؒ کہتے ہیں "نہ میری تقلید کرو نہ، نہ امام مالکؒ کی تقلید کرو، نہ شافعیؒ کی اور نہ اوزاعیؒ کی بلکہ انہوں نے جہاں سے مسائل کو اخذ کیا ہے تم بھی وہیں سے حاصل کرو یعنی قرآن و حدیث سے۔"

(ایقاظ الہمم)

صدر الشبان المسلمین

M. B. Faizi
5-5-92

جواب کے لئے شائع کی گئی "الدلائل الشرعیہ" نامی کتاب کے پہلے صفحہ کا عکس جس پر غیر مقلدین کے ادارہ "الشبان المسلمین" کے صدر کی دستخط ہے۔

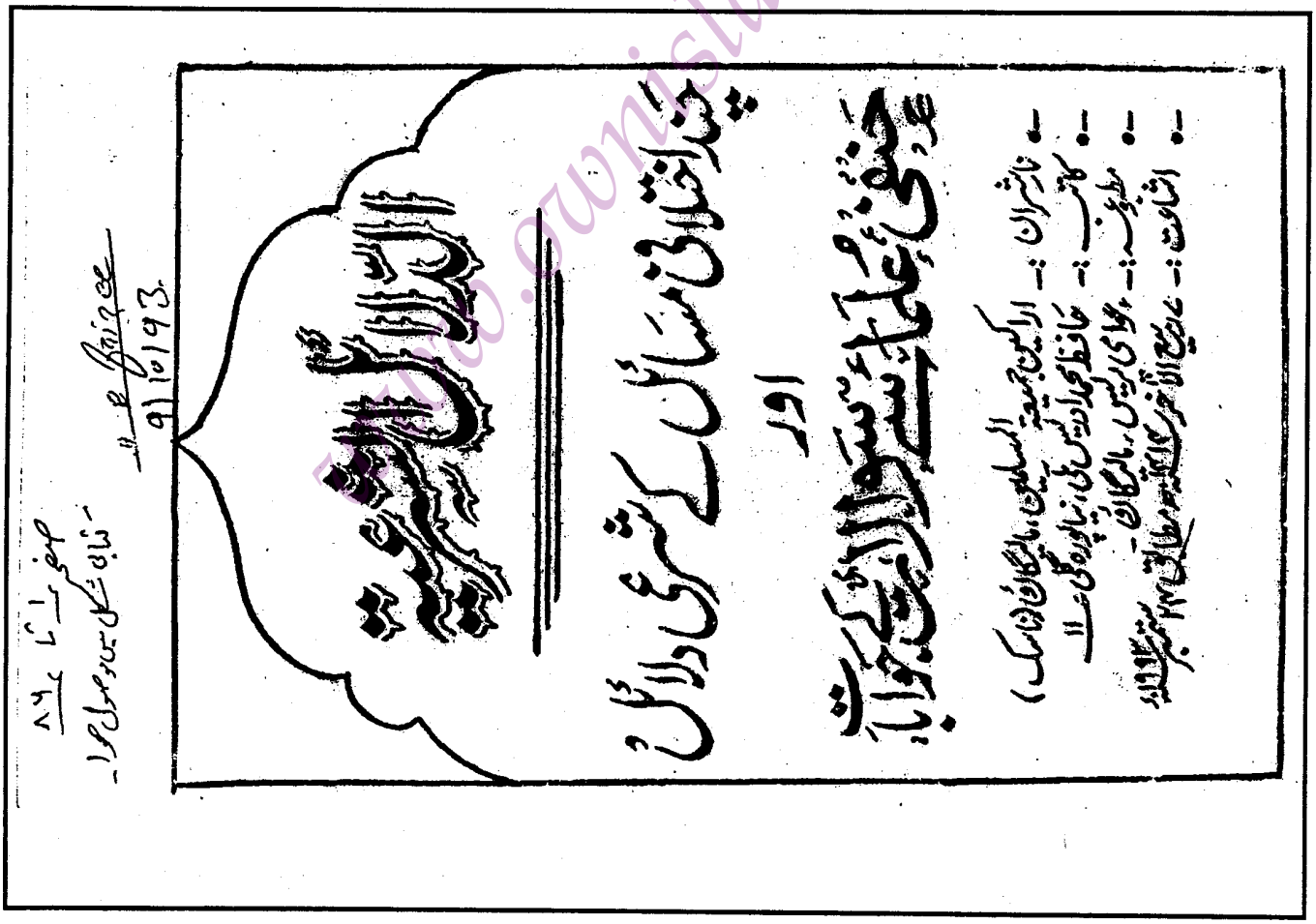
الدلائل الشرعیہ
مع
جواب
اور
ناشران :- ارکین جمعیۃ الشبان المسلمین، مالیرکوٹلہ (پنجاب)
کاتب :- حافظ محمد ادریس سلفی، نیاپورہ گیٹ
مطبوعہ :- جلالی پریس، مالیرکوٹلہ
اشاعت :- عدد ۱۱۰۰ اول ۱۹۹۳ء

حنفی علماء سے سوالات کے جوابات

سوال ۱ :۔ رفع یدین کب منسوخ ہوا ؟ ۔

جواب ـــ :۔ آپ کا سوال غیر واضح ہے ۔ کب سے مراد آپ کیا لیتے ہیں ؟ وقت ، دن ، تاریخ یا زمانہ ؟ کسی امر کی منسوخیت کے لئے وقت ، دن ، تاریخ ضروری نہیں ۔ اگر ضروری ہوتے تو بہت سے امور کی منسوخیت اور بہت سی چیزوں کی حرمت ناممکن ہوتی مثلاً متعہ کے سلسلے میں اگر وقت ، دن یا تاریخ دیکھی جائے تو اس کا علم محال ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی امر کے لئے آثار و قرائن سے زمانے کا اندازہ ہونا چاہیئے تاکہ " قبل اور بعد " کے حکم کا علم ہو سکے ۔

رفع یدین کے سلسلے میں ہمارا موقف نسخ نہیں بلکہ ترک ہے ، اور ترک کے لئے وقت ، دن ، تاریخ ، زمانے کے ثبوت کی ضرورت نہیں ۔ ہم تو ثبوتِ رفع فی زمان کو مسلم سمجھتے ہیں ، البتہ اس دلیل کی ہم کو ضرورت ہے ، جو احتمالِ ترک رفع کو احتمالِ رفع پر ترجیح دیدے ، اور بحمداللہ ایسی احادیث موجود ہیں اور انکا ذکر آگے آرہا ہے ۔

سوال ۲ :۔ اگر رفع یدین منسوخ ہے (جیسا کہ علمائے احناف کہتے ہیں) تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں امام مسلم نے صحیح مسلم میں صرف

"حنفی علماء سے سوالات کے جوابات" کے دلائل الشرعیہ" میں شائع کئے گئے جو صفحہ ۴۴ تا صفحہ ۸۶ پر مشتمل ہے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں ۔

حضرات اس قسم کے فروعی مسائل کے نزاع میں مشغول ہیں ، ہماری ان سے مخلصانہ درخواست ہے کہ اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال کرتے ہوئے ان جماعتوں سے منسلک ہو کر امت مسلمہ کی نصری قوت کو بڑھائیں اور دین کی صحیح خدمت انجام دے کر عنداللہ ماجور ہوں ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

★ ۔ الکلام المفید فی اثبات التقلید
حضرت مولانا محمد سرفراز خاں ، صفدر
قاسمی کتب خانہ تالاب کھٹکاں ، جامع مسجد ، جموں ۔

★ ۔ فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین
ناشر ادارۂ حنفیہ دیوبند

★ ۔ رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز
مولانا مفتی جمیل احمد نذیری
مکتبہ صداقت مبارکپور اعظم گڈھ (یوپی)

★ ۔ تین طلاق کے مسئلے میں نہایت ہی اہم کتب
(۱) اعلاء المرفوعۃ (۲) انہ ھذا المرفوعہ
(جلد اول و دوم) مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مئوناتھ بھنجن اعظمگڈھ یوپی

www.ownislam.com

www.ownislam.com

''حنفی علماء سے سوالات'' کے جوابات

سوال نمبر۱:- رفع یدین کب منسوخ ہوا؟

جواب:- آپ کا سوال غیر واضح ہے۔ کب سے مراد آپ کیا لیتے ہیں؟ وقت، دن، تاریخ یا زمانہ؟ کسی امر کی منسوخیت کے لئے وقت، دن، تاریخ ضروری نہیں۔ اگر ضروری ہوتے تو بہت سے امور کی منسوخیت اور بہت سی چیزوں کی حرمت ناممکن ہوتی مثلاً متعہ کے سلسلے میں اگر وقت، دن یا تاریخ دیکھی جائے تو اس کا علم محال ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی امر کے لئے آثار وقرائن سے زمانے کا اندازہ ہونا چاہئے تاکہ ''قبل اور بعد'' کے حکم کا علم ہو سکے۔

رفع یدین کے سلسلے میں ہمارا موقف نسخ نہیں بلکہ ترک ہے، اور ترک کے لئے وقت، دن، تاریخ، زمانے کے ثبوت کی ضرورت نہیں۔ ہم تو ثبوت رفع فی زمان کو مسلّم سمجھتے ہیں، البتہ اس دلیل کی ہم کو ضرورت نہیں۔ جو احتمالِ ترک رفع کو احتمالِ رفع پر ترجیح دیدے، اور بحمد للہ ایسی احادیث موجود ہیں اور انکا ذکر آگے آرہا ہے۔

سوال نمبر۲:- اگر رفع یدین منسوخ ہے (جیسا کہ علمائے احناف کہتے ہیں) تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں امام مسلم نے صحیح مسلم میں صرف رفع یدین کی روایتیں نقل کی ہیں؟

جواب:- بہت سے لوگ تلاش حدیث میں صحیحین یا صحاحِ ستّہ کو آخری منزل باور کرتے ہیں، حالانکہ امام بخاریؒ امام مسلمؒ سمیت کسی محدّث نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے اپنی کتاب میں ساری احادیث صحیحہ کا استیعاب کیا ہے۔ خود علامہ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں ''شیخین نے صحیح بخاری و مسلم میں احادیث صحیحہ کا نہ استعجاب کیا ہے نہ اس کا التزام کیا ہے، امام بخاریؒ کا خود اپنا بیان ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی کتاب جامع بخاری میں احادیث صحیحہ ہی شامل کی ہیں اور بہت سی احادیث صحیحہ کو طوالت کے خوف سے چھوڑ بھی دیا ہے۔ اور امام مسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے کہ جو بھی حدیثیں میرے نزدیک صحیح ہوں سب کو میں نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں جمع کر دیا ہو۔'' (مقدمہ ابن الصلاح ص: ۱۰)۔ حقیقت یہ ہے کہ صحاح ستہ کے پہلے کے مؤلفین ہوں یا بعد کے، انہیں جتنی احادیث صحیحہ یاد تھیں، ان میں سے انتخاب کر کے انہوں نے اپنی کتابیں ترتیب دی۔ اس انتخاب کا نتیجہ یہ تھا کہ بہت سی احادیث صحیحہ ان سے درج ہونے سے رہ گئیں۔ جنہیں بعد کے محدثین نے اپنی کتب میں شامل کیا، ان میں سے بعض وہ ہیں جو شرط شیخین پر ہیں، اور صحیحین کی روایات سے کسی طرح کم درجہ کی نہیں ہیں، ہر مسئلہ کا ذکر یا ثبوت صرف صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں تلاش کرنے کی وجہ ایک تو مسلکی تعصب ہو سکتا ہے اور دوسری کم علمی ہے۔ خود آپ کے مسلک میں نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ لیکن اس سنّت کا کوئی ثبوت تو کیا ذکر تک صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی آپ کے مسلک میں وہ مسنون ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر مسئلے کے استدلال کے لئے آپ صرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم نہیں دیکھتے بلکہ صحاح ستہ کی دیگر کتابیں نیز دوسری کتب احادیث سے بھی مسئلہ کا استنباط کرتے ہیں۔ اس لیے اصولاً آپ کا یہ سوال ہی غلط ہے۔ مزید برآں یہ کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں رفع یدین کے قائل تھے، اسلئے انہوں نے رفع یدین کی روایات پر زور دیا۔ لیکن صحیح بخاری میں بھی ایسی حدیث موجود ہے جس سے عدم رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے۔

''محمد بن عمرو بن عطاء روایت کرتے ہیں کہ میں چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا تو

www.ownislam.com

ابوحمید ساعدیؓ نے کہا کہ مجھے تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپؐ نے تکبیر کہی تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر اٹھائے اور جب آپؐ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر جمائے، اپنی پیٹھ کو جھکا دیا جب آپؐ نے اپنا سر اٹھایا تو اِس حد تک سیدھے ہو گئے کہ ہر ایک جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا اور جب آپؐ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ ان کو بچھاتے اور نہ سمیٹے ہوتے، اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کر لی تھیں۔ پھر جس وقت آپؐ دو رکعتوں کے بعد بائیں پیر پر بیٹھے تو داہنا کھڑا رکھتے جب آخر رکعت میں بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں آگے کر دیا اور سیدھے پاؤں کو کھڑا کر لیا، اور اپنی سُرین کے بل بیٹھ گئے۔" (صحیح بُخاری ج ۱، ص ۱۱۴)

صحیح مسلم میں تو ایسی صحیح حدیث ہے جس میں رفع یدین کی ممانعت کا حکم موجود ہے جبکہ کتب حدیث میں ایک بھی ایسی صحیح صریح حدیث موجود نہیں جس میں آپؐ نے رفع یدین کا حکم دیا ہو۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ہم پر نکلے اس حال میں کہ ہم نماز میں ہاتھوں کو اٹھا رہے تھے۔ (یعنی رفع یدین کر رہے تھے) تو فرمایا کہ کیا بات ہے کہ تمہیں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا وہ بِد کے ہوئے گھوڑوں کی دُمیں ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔ (صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۸۱)

سوال نمبر ۳:- بخاری شریف اور مسلم شریف میں رفع یدین کی روایتیں تین صحابیؓ سے مروی ہیں (الف) عبداللہ ابن عمرؓ جو کہ حضور ﷺ کے انتقال تک آپؐ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے، یہاں تک کہ آپ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد ۶۳ سال تک زندہ رہے، اور مدینہ ہی میں آپؓ کا انتقال ۷۳ھ میں ہوا۔ (تاریخ صغیر البخاری)، ظاہر ہے کہ عبداللہ ابن عمرؓ نے حضور ﷺ کا اور تمام صحابہؓ کا عمل دیکھا اور اس کے بعد رفع یدین کی روایت آپ نے اپنے بیٹے سالم سے بیان کیا اور سالم نے امام زھری سے، امام زہری نے امام مالک سے، امام مالک نے عبداللہ ابن مسلمہ سے، عبداللہ ابن مسلمہ نے امام بخاری سے رفع یدین کی روایت بیان کی۔ اس حدیث کی سند کے تمام روای مدینہ ہی کے ہیں۔ اگر رفع یدین منسوخ ہوتا تو ان لوگوں کو ضرور علم ہوتا کیوں کہ مدینہ تو اکابر صحابہؓ کی آماجگاہ تھی۔ (ب) دوسری روایت بخاری و مسلم میں مالک بن حویرثؓ سے ہے جو ۹ھ میں ایمان لائے، آپؓ نے اپنے قبیلہ کے بیس/۲۰ نوجوانوں کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں بیس/۲۰ دن قیام کیا، اور حضورؐ کے ایک ایک عمل کو دیکھتے رہے ۱۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس دوران رفع یدین منسوخ کب ہوا؟ جبکہ مالک بن حویرثؓ نے حضورؐ سے انتقال کے چھ ۶ یا سات ۷ مہینہ قبل حضور ﷺ کو رفع یدین سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور روایت بیان کی۔ (ج) تیسری روایت وائل ابن حجر سے ہے جو یمن کے شہزادہ تھے یہ بھی ۹ھ میں مدینہ تشریف لائے۔ اور حضور ﷺ کو آپؓ نے رفع یدین سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)۔

جواب:- (الف) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے آپ کو صرف رفع یدین ہی کی روایت نظر آئی، حالانکہ ان سے ترک رفع یدین کی روایت بھی منقول ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹے سالم سے بیان کیا، اور سالم نے امام زہری سے، اور امام زہری نے امام مالک سے، اور امام مالک نے ابن وہب اور ابن القاسم سے، ترک رفع یدین کی روایت بیان کی اور اسی روایت کی بنیاد پر امام مالک نے ترکِ رفع یدین کا مسلک اختیار کیا۔ یہ سند بھی اصح الاسانید ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے جب نماز شروع فرماتے۔ (مدونہ کبریٰ ج ۱، ص ۷۱)

نیز مسند حمیدی میں درج ذیل صحیح سند کے ساتھ روایت منقول ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے سالم سے بیان کیا اور سالم نے امام زہری سے، امام زہری نے سفیان سے اور سفیان نے امام بخاری کے استاذ حمیدی سے ترکِ رفع یدین کی روایت بیان کی۔

www.ownislam.com

سالم ابن عبداللہ اپنے والد عبداللہ ابن عمرؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے تھے اور نہ دونوں سجدوں کے درمیان (مسند حمیدی ج ۲، ص ۲۷۷)

اسی طرح ابوعوانہ ج ۲، ص ۹۰ میں بھی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے ترکِ رفع یدین کی روایتیں موجود ہیں۔ نیز خود عبداللہ ابن عمرؓ کا فعل ترک رفع یدین تھا، ان کے شاگرد حضرت مجاہدؒ جو ان کی خدمت میں دس سال تک رہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ ''میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو ابتدائے نماز کے سوا رفع یدین کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا'' (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۳۷)۔

(ب) حضرت مالک بن حویرثؓ ۹ھ میں ایمان لائے۔ بیس ۲۰ دن تک آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں قیام کیا اور اس کے بعد اپنے قبیلے میں واپس تشریف لے گئے۔ ان سے رفع یدین کی حدیث منقول ہے۔ جبکہ حضرت ابن مسعودؓ اولین ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ مکہ میں آپ کی خدمت میں رہے اس کے بعد مدینہ منورہ میں بھی آپؐ کے ساتھ سفر و حضر میں حاضر رہے۔ نیز آپؐ کے وصال تک آپ کی خدمت میں رہے۔ اور اس کے کافی دنوں تک مدینہ منورہ میں رہے، ان سے ترک رفع یدین کی روایت منقول ہے۔

(ج) مغیرہ ابن مقسم الضبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے حضرت وائل بن حجرؓ کی رویت ذکر کی کہ آپؐ رکوع سے قبل و بعد رفع یدین کیا کرتے تھے، فرمانے لگے حضرت وائلؓ ایک بار آپ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے پچاس بار تک ترک رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔''

''عروہ ابن مرّہ کہتے ہیں کہ میں حضرموت کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ علقمہ بن وائل اپنے والد حضرت وائل ابن حجرؓ سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے قبل و بعد رفع یدین کرتے تھے میں نے ابراہیم نخعی سے اس کا ذکر کیا تو غضب ناک ہو کر فرمایا کہ آں حضرت ﷺ کو صرف وائل ابن حجرؓ نے دیکھا ہے؟ ابن مسعود اور ان کے رفقاء نے نہیں دیکھا؟ (طحاوی ص ۱۱۰، موطا امام محمد ص ۹۲، کتاب الآثار امام ابو یوسف ص ۲۱)

سوال نمبر ۴:- اگر رفع یدین منسوخ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف میں ۱۹ صحابہ کے نام ذکر کئے ہیں جن سے رفع یدین کی روایتیں مروی ہیں۔ ان میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، انس بن مالکؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، عائشہؓ، سہل ابن سعد، ابوقتادہ، جابر بن عبداللہؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، اور عمر لیثیؓ جیسے عظیم المرتبت صحابہ ہیں کیا ان لوگوں کو رفع یدین کی منسوخیت کا علم نہیں ہوا؟

ترمذی ہی میں امام ترمذیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام عبداللہ بن مبارکؒ کا قول نقل کیا ہے۔ ''ثابت ہوئی ہے حدیث اس شخص کی جو رفع یدین کرتا ہے، اور نہیں ثابت ہوئی ہے حدیث ابن مسعودؓ کی۔'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ترمذی بھی اسی کے قائل ہیں کہ رفع یدین بلاشبہ سنّت ہے۔ منسوخ نہیں ہے پھر علماءِ احناف اُسے منسوخ کیوں قرار دیتے ہیں؟

جواب:- ترمذی شریف کے حوالے سے آپ کا یہ کہنا درست نہیں کہ امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف میں ۱۹ صحابہ کے نام ذکر کئے ہیں جن سے رفع یدین کی روایتیں مروی ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے وفی الباب یعنی رفع یدین کے باب میں ان صحابہ کرام کی روایتیں منقول ہیں۔ عمرؓ، علیؓ، وائل ابن حجرؓ، مالک بن حویرث، انسؓ، ابو ہریرہؓ، ابی حمیدؓ، ابی اُسیدؓ، سہل بن سعدؓ، محمد بن مسلمہؓ، ابوقتادہ، ابوموسیٰ اشعریؓ، جابرؓ، عمر لیثیؓ۔ اور جن صحابہ کرام کا مسلک رفع یدین تھا وہ یہ ہیں۔ ابن عمرؓ

www.ownislam.com

جابر بن عبداللہ، ابو ہریرہؓ، انسؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ۔ (رفع یدین کی روایت کرنے والوں میں سے ترمذی میں حضرت عائشہؓ کا ذکر نہیں ہے) آپ کا یہ سوال درست نہیں ہے کہ کیا ان لوگوں کو رفع یدین کی منسوخیت کا علم نہیں ہوا؟ کیوں کہ ہر مروی روایت کا معمول بہ ہونا ضروری ہے۔ ایسا صحیح نہیں، بہت سے ایسے اُمور جو کہ جمہور علماء کے نزدیک بلکہ آپ کے نزدیک بھی منسوخ یا متروک ہو چکے ہیں۔ ان کے اثبات میں آج بھی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ لیکن دوسری روایات کی رو سے ان امور کو منسوخ یا متروک قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے سے وضو ضروری ہے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے سے وضو ضروری نہیں ہے۔ لیکن اس کے خلاف روایات احادیث میں موجود ہیں۔ مثلاً ترمذی شریف (ج ۱، ص ۲۴) میں حضرت ابو ہریرہؓ کی راویت اس سلسلے میں موجود ہے۔ اس قسم کی بہت سے مثالیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کسی روایت کا کسی حدیث میں مروی ہونا اس کے معمول بہ ہونے کی نشانی نہیں ہے۔

ترمذی شریف سے آپ نے عبداللہ ابن مبارکؒ کا جو قول نقل کیا ہے وہ بھی ادھورا نقل کیا ہے، مکمل قول اس طرح ہے۔ ''ثابت ہوئی حدیث اس شخص کی جو رفع یدین کرتا ہے اور ذکر کی حدیث زہری سے سالم سے اور ان کے والد سے، اور نہیں ثابت ہوئی حدیث ابن مسعودؓ کی کہ نبی کریم ﷺ نے نہیں اٹھایا ہاتھ مگر پہلی مرتبہ'' اس ضمن میں مجموعہ اربع رسائل تحریر کرتے ہیں کہ۔ ''عبداللہ ابن مبارک کے قول کو خود ترمذی ہی نے ردّ کر دیا کہ وہ تو کہتے ہیں لَمْ یَثْبُت الخ اور ترمذی، بعد روایت کے کرنے قول ابن مبارک کے حدیث ابن مسعود روایت کر کے فرماتے ہیں۔ ھٰذا حدیث حسن، یعنی یہ حدیث حسن ہے جو متضمن مضمون ثابتہ کو ہے۔''

نیز علامہ محمد ابن علی النیموی آثار السنن مع التعلیق الحسن میں امام طحاوی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ترک رفع یدین کے ضمن میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کی دو حدیثیں مذکور ہیں ایک تو ''الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ'' جس کو ترمذی، ابوداؤد، نسائی تینوں نے روایت کیا ہے، اور نسائی اور ابوداؤد نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور دوسری روایت ابن مسعودؓ سے ہے ''ان النبی علیہ السلام لم یرفع الا فی اول مرۃ'' اس روایت کے بارے میں عبداللہ ابن مبارکؒ نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ خیال رہے کہ پہلی روایت کے راوی خود عبداللہ بن مبارکؒ ہیں اور نسائی کی روایت نہایت صحیح سند سے مروی ہے۔

آپ کا سوال ہے کہ امام ترمذی بھی رفع یدین کے سنّت ہونے کے قائل ہیں تو پھر علماء احناف اُسے منسوخ کیوں قرار دیتے ہیں؟ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ علمائے احناف امام ترمذی کے مقلد نہیں ہیں کہ اگر وہ رفع یدین کو سنّت مانتے ہیں تو علمائے احناف بھی اسے سنّت مانیں بلکہ احادیث ترک رفع کی وجہ سے ان کے نزدیک رفع یدین متروک ہے۔

ذیل میں ہم ان کے صحابہ کرام کے نام درج کر رہے ہیں جو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(۱):۔ حضرت ابو ہریرہؓ (مؤطا امام محمدؒ ص ۹۰، اور امام مالک کی کتاب الحجہ ج ۱، ص ۵۹)

(۲):۔ حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ (سنن دار قطنی ص ۱۱۱، سنن بیہقی ج ۲، ص ۷۹، نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۶، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۱)

(۳):۔ حضرت علیؓ (مؤطا امام محمد ج ۱۰ ص ۹۴، مصنفہ ابن ابی شیبہ ج ۱، ۲۳۶)

(۴) :۔ حضرت ابن عباسؓ سے خود روایت ہے کہ عشرہ مبشرہ تکبیر تحریمہ کے سوا کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (النہایہ والکفایہ ص ۶۱)۔

www.ownislam.com

(۵):- حضرت عبداللہ بن عمرؓ (طحاوی ج ا ص ۱۰، مصنفہ ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۳۷)

(۶):- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (نور الانوار ص ۱۶۱)

(۷):- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (ترمذی جلد ا، صفحہ نمبر ۳۵)

درج ذیل صحابہ کرامؓ سے ایسی احادیث منقول ہیں جن میں تکبیر تحریمہ کے سوا کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں۔

(۸):- حضرت انس بن مالکؓ (ابوداؤد الطیالسی ج ۸ ص ۲۷۶، حدیث نمبر ۲۰۷۶، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۶۴، مصنفہ ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۰۴، مسند احمد ج ۳، صفحات ۱۲۵، ۱۲۲، ۲۵۱، ۲۵۷، ۲۶۲، سنن نسائی ج ا ص ۱۷۶، طحاوی ج ا ص ۱۰۸، بیہقی ج ۲ ص ۶۷)

(۹):- حضرت ابو مالک اشعریؓ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۶۳، مصنفہ ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۴۰، ۲۴۱، مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳)

(۱۰):- حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۴۱، مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۲، ۴۰۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۵، طحاوی ج ا ص ۱۰۸، البزار ج ۲ ص ۱۳۱)

(۱۱):- حضرت جابر بن عبداللہ (مسند ابوداؤد الطیالسی ص ۲۳۶، مسند البزار ج ۲ ص ۱۳۱)

(۱۲):- حضرت ابوسعید خدریؓ (مسند احمد ج ۳ ص ۱۸، صحیح بخاری ج ا ص ۱۱۴، صحیح ابن خزیمہ ص ۲۹۱، مستدرک حاکم ج ا ص ۲۲۳، بیہقی ج ۲ ص ۱۸)

(۳):- حضرت ابومسعود البدری (طحاوی ج ا ص ۱۰۸)

(۱۴):- حضرت رفاعۃ البدری، کتاب الام للشافعی ج ا ص ۸۸، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۷۰، ۳، مسند احمد ج ۴ ص ۲۴۰، سنن ابی داؤد ج ا ص ۱۲۵، ترمذی ج ا ص ۱۶۱ وغیرہ)

(۱۵):- حضرت ابوحمید ساعدیؓ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۱۴)

نیز امام ترمذی نے ترمذی شریف میں لکھا ہے کہ یہ مذہب ہے متعدد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بہت سے تابعین کا۔

سوال نمبر ۵:- امام بخاریؒ نے اپنے رسالہ جزء رفع یدین میں یہ قول فیصل درج کیا ہے کہ حضورؐ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کسی بھی صحابہ سے رفع یدین ترک کر کے نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ امام بخاری (جو کہ امام المحدثین ہیں) نے اتنا اہم فیصلہ بلا وجہ اور بلا دلیل نہ لکھا ہوگا جبکہ امام بخاری نے حدیث کے لئے تمام بلاد اسلامیہ کا سفر کیا، اور چھ لاکھ حدیثیں آپ نے جمع کیں تو کیا امام بخاری کا یہ قول درست نہیں ہے؟

جواب:- امام بخاری نے رسالہ جزء رفع یدین میں حضرت حسن بصری کا قول نقل کی ہے، ''اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے'' امام حسن بصریؒ کے اس قول کو نقل کر کے امام بخاریؒ لکھتے ہیں ''ولم یستثن احدا ولا ثبت عن احد من الصحابۃ انہ لم یرفع یدیہ ۔ترجمہ: امام حسن بصریؒ نے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور نہ کسی صحابی سے یہ ثابت ہے کہ اس نے رفع یدین نہ کیا ہو۔'' لیجئے حضرت حسن بصریؒ کے اس قول سے امام بخاریؒ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ سے رفع یدین ثابت کر دیا اور اس کے مقابلہ میں وہ تمام روایات صحیحہ غلط قرار پائیں، جن میں صحابہ کرامؓ کا رفع یدین نہ کرنا ثابت ہے۔

اس سے قطعہ نظر کہ حسن بصریؒ کا یہ قول بغیر سند کے امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے اوّل تو اس میں صرف رفع یدین کا ذکر ہے (تکبیر تحریمہ کے وقت کا رفع

www.ownislam.com

یدین ہم بھی مانتے ہیں اور سب ہی مانتے ہیں) متنازعہ فیہ رفع یدین (رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد) کا ذکر نہیں۔ (مزید ایک جگہ قول نقل کیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رفع یدین کرتے تھے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور ان کے ہاتھ پنکھے کی طرح نظر آتے تھے)۔ پھر اگر دو چار صحابہؓ سے بھی رفع یدین (قبل و بعد رکوع) ثابت ہو تو امام حسن بصریؒ کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ تمام صحابہ کرامؓ سے رفع یدین ثابت ہے۔ لیکن امام بخاریؒ نے حسن بصری کے قول کا جو مفہوم بیان فرمایا ہے، اس سے مبالغہ آرائی اپنی آخری حد کو پہنچ گئی اور مزے کی بات یہ ہے کہ حسن بصریؒ جن کا سماع حضرت علیؓ سے بھی محدثین تسلیم نہیں کرتے ان کا قول یہاں تمام صحابہ کرام کے حق میں حجت مان لیا گیا اور ان کے مقابلے میں اکابر صحابہ کرام و تابعین کی تصریحات مسترد کر دی گئیں۔ رفع الیدین کے متنازعہ فیہ مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے۔ جن حضرات نے کاوشیں فرمائی ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر نے اسی قسم کے مبالغوں سے کام چلایا ہے۔

سوال نمبر ۶:- احادیث کو جمع کرنے اور مرتب کرنے والے تمام محدثین مثلاً امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ، امام شافعیؒ، امام دارا قطنیؒ، امام ابن ابی شیبہؒ، امام بیہقیؒ، امام ابوعوانہؒ، امام حمیدیؒ، امام داؤد ظاہریؒ وغیرہ تمام ہی نے رفع یدین (عندالرکوع) کو تسلیم کیا ہے، نہ کہ منسوخ اور ان تمام محدثین نے اپنی اپنی تصنیفات میں رفع یدین کی روایتیں نقل کی ہیں، تو کیا یہ تمام محدثین رفع یدین کے معاملے پر غلطی پر ہیں؟

جواب:- آپ نے اپنے سوال میں جتنے محدثین کے نام ذکر کئے ہیں ان محدثین میں سے صرف تین محدثین (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) کے مسالک اور ان کے سوا امام ابوحنیفہؒ کا مسلک ساری دنیا میں اجماع امت سے ذائع ہے و شائع ہے، ان کے سوا مذکورہ تمام محدثین میں سے کسی کا مسلک امت کے کسی گروہ کے نزدیک متمول بہ نہیں ہے۔ بلکہ ان کے فقہی اقوال کا ذکر تک کتب احادیث میں موجود نہیں مثلاً امام ترمذیؒ اپنے استاذ امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ سے حدیث کی تصحیح و تضعیف اور رواۃ کی توثیق و تضعیف تو نقل کرتے ہیں لیکن کہیں بھی انہوں نے ان کا فقہی مذہب اور مسلک کے طور پر ان کا قول ترمذی شریف میں نقل نہیں کیا، جبکہ حضرات ائمہ مجتہدین کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے اقوال و مذاہب بھی انہوں نے نقل کئے ہیں۔ اسی طرح مذکورہ محدثین کے فقہی اقوال یا مسالک کا ذکر تک کسی کتاب حدیث میں موجود نہیں ہے۔ یہ اس بات کی واضح دلیل اور کھلا قرینہ ہے کہ ان محدثین کے مسالک امت کے لئے حجت نہیں، اس لئے اگر مذکورہ محدثین رفع یدین کے قائل ہوں، یا ترک رفع یدین کے قائل ہوں ان کا مسلک اُمت کے نزدیک قابل تقلید نہیں۔ اجماع امت سے ائمہ اربعہ کے مسالک امت کے لئے قابل تقلید ہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ دونوں ترک رفع یدین کے قائل ہیں اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ یہ دونوں رفع یدین کے قائل ہیں۔ اور امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے مقلدین اُمت کے تقریباً دو تہائی حصہ ہیں جو ترک رفع یدین کے قائل ہیں۔

رہ گئی آپ کی بات کہ ان تمام محدثین نے اپنی اپنی تصنیفات میں رفع یدین کی روایتیں نقل کی ہیں یہ بھی درست نہیں، ان محدثین نے اپنی تصنیفات میں ترکِ رفع یدین کی روایتیں بھی نقل کی ہیں۔ مختصراً اُن کے حوالے پیش کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

☆امام بخاریؒ۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۴) ☆امام مسلم۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱) ☆امام ترمذیؒ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۵۹)۔ ☆امام مالک۔ (مؤطا امام مالک ص ۲۶) ☆امام احمد (مسند احمد ج ۲ ص ۱۵۲،۷۲) ☆امام شافعی (کتاب الام للشافعی ج ۱ ص ۹۵) ☆امام دارقطنی (سنن دارقطنی ص ۱۱۱)۔ ☆امام ابن ابی شیبہ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶) ☆امام بیہقی (سنن بیہقی ج ۲ ص ۷۹) ☆امام ابوعوانہ (صحیح ابوعوانہ ج ۲ ص ۹۰)

www.ownislam.com

☆امام حمیدی (مسند حمیدی ج ۲ ص ۲۷۷) ☆امام داؤد ظاہری (ان کی کوئی حدیث کی کتاب ہمارے علم میں نہیں ہے) ۔

مزید برآں یہ کہ محدثین کرام نے جہاں رفع یدین کا باب قائم کیا ہے وہیں ترک رفع یدین کا باب بھی قائم کیا ہے۔ مثلاً امام نسائیؒ نے **رفع یدین للرکوع کے بعد الرخصة فی ترک ذلک** وغیرہ کا باب نقل کیا ہے، (ج ۱ ص ۱۶۱، ۱۶۵، ۱۷۲)

امام ابوداؤد نے باب رفع یدین کے ساتھ ساتھ **باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع** کھا ہے۔ (ج ۱ ص ۱۰۹) وغیرہ وغیرہ۔

سوال نمبر ۷:- کیا وجہ ہے کہ حنفی مدارس میں احادیث کی کتب میں سے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد تو پڑھائی جاتی ہیں، لیکن علماء احناف جب اپنا مسلک ثابت کرنے پر اتر آتے ہیں تو طحاوی، ابوعوانہ، ابن ابی شیبہ، بیہقی وغیرہ ایسی کتب حدیث کا حوالہ دیتے ہیں جن کی روایتیں اکثر ثابت نہیں ہوتیں اور نہ ہی یہ کتابیں حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں؟

جواب:- ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اس قسم کے سوالات جو حقیقت پر مبنی نہیں، کم علمی کی بناء پر کرتے ہیں یا عوام کو گمراہ کرنے کے لئے۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بہت سے حنفی مدارس میں بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد کے ساتھ ساتھ طحاوی اور بعض دوسری کتب احادیث بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ اور یہ بات جان لینا چاہئے کہ صرف کتب صحاح ستہ ہی شریعت اسلامیہ کی بنیاد نہیں ہیں۔ بہت سے مسائل خود آپ کے مسلک میں ایسے ہیں جن کے دلائل ان کتابوں کے سوا سے ملتے ہیں۔

سوال نمبر ۲ کے جواب میں ہم اس کی تشریح کر چکے ہیں۔ اس لئے علماء احناف پر آپ کا اعتراض ہرگز بجا نہیں۔ یہ بات تو بہت ہی مضحکہ خیز ہے کہ وہ مسالک (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) جو صحاح ستہ کی تالیف کے قبل کے ہیں ان کے مسائل کو صرف صحاح ستہ ہی سے ثابت کیا جائے۔ علماء احناف مسائل کے استدلال کے لئے صحیح روایات پیش کرتے ہیں چاہے وہ کسی بھی حدیث کی کتاب ہو۔ چنانچہ جوابات کے سلسلے میں ہم نے جو حوالے دیئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ ان میں بخاری، مسلم ترمذی، نسائی وغیرہ وغیرہ کی روایات بھی شامل ہیں۔

سوال نمبر ۸ :- امام ابوحنیفہؒ کا صرف ایک قول بیان کیجئے کہ جس میں آپ نے اپنی تقلید کا حکم دیا ہو؟

جواب:- غیر منصوص مسائل میں قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں استنباط کو اجتہاد کہتے ہیں ان غیر منصوص مسائل میں جو شارع علیہ السلام سے براہ راست منقول نہیں ان مسائل میں مجتہدین (غیر نبی کو حق پر سمجھتے ہوئے) کی اتباع کرنے کو تقلید کہتے ہیں، اس غیر نبی کی اتباع یعنی تقلید کا حکم قرآن وحدیث سے سمجھ میں آتا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے **یاایھاالذین امنو اطیعو اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** ○ ترجمہ اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ معاملے کا اختیار رکھنے والے ہوں ان کا بھی کہنا مانو (النساء آیت ۵۹)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اُولی الامر کی بھی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اس آیت کریمہ سے صراحتاً اللہ اور رسول ﷺ کے علاوہ کی بھی اطاعت (تقلید) ثابت ہوتی ہے۔ رہی یہ بات کہ اولی الامر کون ہیں؟ اس سلسلے میں یہ کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اہل علم ہیں اور یہ تفسیر بے شمار حضرات نے حضرت ابن عباسؓ، حضرت جابرؓ، حضرت مجاہدؒ، حضرت حسنؒ حضرت عطاءؒ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور حضرت ابوالعالیہ نے اس پر استدلال یوں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **ولو ردّو الی الرسول والی اُولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم** (یعنی اگر وہ لوگ اس معاملہ کو رسول اور ان میں سے اُولی الامر کی طرف لوٹاتے تو ان سے استنباط والے اس کی تہہ کو پہنچ جاتے۔) فرماتے ہیں کہ علماء ہی احکام کا استنباط

www.ownislam.com

اور استخراج کرتے ہیں، اور بہت سے حضرات نے دونوں کے لئے عام کیا ہے، اور یہ بھی بعید نہیں ہے کیوں کہ اولی الامر کا اسم دونوں کو شامل ہے، امراء تو اس لئے کہ وہ جیش اور جہاد کی تدبیر کرتے ہیں اور علماء کو اس لئے کہ وہ شریعت اور جائز و ناجائز امور کی حفاظت کرتے ہیں (روح المعانی ج ۵ ص ۶۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **واذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذا عوابه ولوردّ وه** .....ترجمہ: جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی واقعہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر وہ اس کو رسول اور اولی الامر کی طرف لوٹاتے تا کہ جو اس کی حقیقت اور تہہ کو پہنچ سکتے ہیں وہ اس کو جان لیتے (نساء آیت ۱۳)۔ امام ابوبکر الخصاص اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں بلا شک یہ آیت کریمہ متعدد معانی و مطالب پر مشتمل ہے ایک یہ کہ پیش آمدہ مسائل کے احکام ایسے بھی ہیں جو صراحتاً ثابت نہیں بلکہ دلیل سے ان کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ علماء پر ان کا استنباط اور منصوص نظائر کی طرف لوٹا کر ان کی معرفت تک توصل لازم ہے۔ اور تیسرا یہ کہ عامی پر پیش آمدہ مسائل کے احکام میں علماء کی تقلید لازم ہے، (احکام الاحکام ج ۲ ص ۱۵۱)۔

رہا یہ سوال کہ تقلید کے لئے کن شخصیتوں کا انتخاب کیا جائے؟ تو یہ بات بالکل ظاہر تھی کہ جن کے علوم محفوظ ہوں اور جنہوں نے احکام شرع مدّون کئے ہوں، مجتہدین تو بہت سے پیدا ہوئے مگر ہر ایک کو ایسے شاگرد نہیں ملے جو ان کے علوم کو محفوظ کرتے، پھر تیسری یا چوتھی صدی میں مجتہدین کی بھرمار ہوئی۔ اِدھر ابناء زمانہ میں ہوا و ہوس کا غلبہ عام ہونے لگا وہ رخصتوں کو تلاش کرنے لگے اور جس مجتہد کا قول اپنی خواہش کے موافق ملا اُس کو اختیار کیا۔ یہاں تک کہ یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ کہیں دین متین خواہشات کا مجموعہ نہ بن جائے اور مسلمان دین کا اتباع کرنے کی بجائے دین کو اپنی خواہشات کے تابع نہ بنالیں۔ چنانچہ چوتھی صدی میں پوری اُمت مسلمہ نے ان چار ائمہ کی تقلید شخصی پر اجماع کر لیا۔ جن کے مستنبطات مدوّن و مرتب تھے۔ اور ان کے علاوہ کی تقلید کو ناجائز قرار دیا۔ ان ہی چار ائمہ میں سے ایک امام ابوحنیفہؒ ہیں جنہیں امام اعظمؒ بھی کہا جاتا ہے گویا امام اعظمؒ کی تقلید اجماع امت سے ہوئی۔ رہ گیا یہ سوال کہ کیا امام ابوحنیفہؒ نے اپنی تقلید کا حکم دیا ہے؟ کسی امام کی تقلید اس کے کہنے پر نہیں کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں یہی کہہ سکتے ہیں کہ مشک خود گوید عطار نمی گوید، مشک خود کہتا ہے مشک والے کو کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ امام ابوحنیفہؒ کی شان یہ تھی کہ کثیر اُمّت ان کی تقلید پر خود مجبور ہوگئی۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں لوگ فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے خوشہ چیں ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۰، واکمال ص ۶۲۵)۔

امام عبداللہ ابن مبارکؒ جو الامام العلاّمہ الحافظ اور شیخ الاسلام تھے، فرماتے ہیں کہ میرے پاس جو فقہ ہے میں نے وہ امام ابوحنیفہؒ سے ہی سیکھا ہے (تاریخ بغداد ج ۱۳، ۱۵۵) امام وکیع بن الجراح جو الامام الحافظ اور اثبت تھے وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی رائے اور ان کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے، (تذکرہ ج ۱ ص ۲۸۲)۔ امام یحییٰ بن سعید ابن القطان نے جو الامام العلم اور سید الحفاظ تھے ان کا بیان ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی (نعمتوں کی) تکذیب نہیں کرتے، ہم نے حضرت امام حنیفہؒ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں دیکھی، (بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۵)۔ امام یحییٰ بن معینؒ نے امام الجرح والتعدیل جو الثقۃ المامون اور احد الائمۃ والثقات تھے۔ جن کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ جن کی رائے کی احادیث میں اقتداء کی جاتی تھی خود ان کا بیان ہے کہ قرأت میرے نزدیک حضرت امام حمزہ کی اور فقہ امام ابوحنیفہؒ ہی کی معتبر ہے۔ اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۵)

غرض یہ امام ابوحنیفہؒ کے فقہی خوبیاں ہیں جس نے امت کثیر کو اپنی تقلید پر مجبور کیا۔

سوال نمبر ۹:۔ کیا تقلید شخصی کا رواج خیر القرون (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کے زمانے میں تھا؟

جواب:۔ تقلید شخصی کا رواج صحابہ کے زمانے میں بھی تھا۔ مثالیں ملاحظہ کیجئے۔ (۱) حضرت عمر فاروقؓ کو جب مجوسی غلام نے زخمی کر دیا اور حالات نے یہی

www.ownislam.com

بتلایا کہ شدید زخموں کی تاب نہ لانے کی وجہ سے اب آپؓ بچ نہیں سکتے تو حضرت عمرؓ نے خلافت کے متعلق فرمایا ان استخلف فان ابا بکرؓ ....الخ۔اگر میں خلافت کے لئے کسی کو نامزد کروں تو بے شک حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کے لئے نامزد کیا تھا، اگر میں خلافت کے لئے کسی کو نامزد نہ کروں تو آپؓ نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔(بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۲، مسلم ج ۲ ص ۱۲۰، طیالسی ص ۷)۔یعنی میرے لئے دونوں باتوں کی گنجائش ہے نامزد کروں یا نہ کروں۔اب دیکھئے کہ آپؓ کا فرمان تو حجت تھا ہی لیکن حضرت ابوبکرؓ کے اس فعل کو بھی بنظر استحسان سمجھتے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ اپنے دماغ میں جگہ دیتے ہیں۔اس مقام پر بظاہر دلیل گوئی بھی نہیں ہے لیکن ابوبکرؓ کی عظمت شان اور ان سے حسن ظنی حضرت عمر کو ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے۔حضرت امام نوویؒ کے الفاظ دیکھئے فرماتے ہیں فان ترکه فقد اقتدیٰ .....الخ۔یعنی خلیفہ نے اگر خلافت کے لئے کسی کو نامزد نہ کیا تو آپؓ کی اقتداء کی اور اگر نامزد کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء کر لی۔(نوری شرح مسلم ج ۲ ص ۱۲۰)

(۲) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ جلیل القدر صحابی ہیں، علامہ ذہبیؒ، امام جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ ابن سعد کے الفاظ میں ثم انتهیٰ علم الستة الی علی و ابن مسعود ....الخ پھر ان چھ حضرات صحابہ کرام (حضرت عمرؓ، حضرت اُبیؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابودردہؓ، حضرت ابن مسعودؓ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۴، تدریب الراوی ص ۲۰۵، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۵) لیکن باجود اس کے حضرت عمرؓ سے اتنی حسن ظنی اور عقیدت ہے کہ فرماتے ہیں لو ان الناس سلکوا وادیاً .....الخ۔یعنی اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلنے لگیں اور حضرت عمرؓ کسی اور وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں حضرت عمرؓ کی وادی اور گھاٹی میں جاؤں گا۔اگر حضرت عمرؓ قنوت (صبح کی نماز میں) پڑھتے تو عبداللہ (یعنی میں) بھی پڑھتا۔حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی سمجھ اور فقہ کو کون نہیں جانتا؟ مگر پھر بھی آپ حضرت علیؓ سے متعلق اتنی حسن ظنی اور عقیدت رکھتے ہیں جس کا حال آپ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے الفاظ میں سن لیجئے۔فرماتے ہیں علامہ ابن سعد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی ثقہ آدمی ہم سے حضرت علیؓ کا فتویٰ بیان کرے تو ہم اس سے ذرا بھی پس وپیش نہیں کریں گے، (فتح الباری ج ۷ ص ۶۰)

(۳) ایک طویل حدیث کے ضمن میں اس کا ذکر ہے کہ ایک سائل نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ایک سوال کیا انہوں نے جواب دیا اور پھر فرمایا کہ جا کر حضرت ابن مسعودؓ سے بھی پوچھ لو۔یہی سوال حضرت ابن مسعودؓ سے بھی کیا گیا انہوں نے جو جواب دیا وہ ابوموسیٰ اشعریؓ کے جواب کے مخالف تھا، حضرت ابوموسیٰ کو جب حضرت ابن مسعودؓ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کو رجوع کرتے ہوئے فرمایا لا تسئلونی مادام ....الخ جب تک یہ عالم متبحر تم لوگوں میں موجود ہیں تم مجھ سے مت پوچھا کرو۔(بخاری ج ۲ ص ۹۹۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۴۴، ترمذی ج ۲ ص ۳۰) درج بالا مثالوں سے ظاہر ہے کہ کس طرح صحابیؓ کسی دوسرے صحابی پر حسن ظن رکھتے ہوئے اُن کی بات کو اور عمل کو حجت مانتے ہیں۔

تقلید شخصی تابعین کے زمانے میں

(۱) علامہ ابن ذہبی نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر البزلیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت محمد بن سیرینؒ نے فرمایا: الزم الشعبی .....الخ حضرت امام شعبیؒ کا دامن ہی ہمیشہ تھامے رکھنا کیوں کہ میں نے اُن سے ایسے وقت فتویٰ پوچھتے دیکھا جبکہ صحابہ کرام بکثرت موجود تھے۔

(۲) نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ باوجود فقہ ہونے کے حضرت امام نخعیؒ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور اسی حسن ظنی کا نتیجہ تھا کہ

www.ownislam.com

امام ابوحنیفہؒ امام ابراہیم کے مذہب کے بڑے پابند تھے۔(الجنۃ ص ۴۲)

تقلید شخصی تبع تابعین کے زمانے میں

(۱) نواب صدیق حسن خان صاحبؒ حضرت امام شافعیؒ سے یہ مقولہ بھی نقل کرتے ہیں کہ **قال الشافعی فی مواضعه**....الخ۔حضرت امام شافعیؒ نے بہت سے مقامات میں کہا ہے کہ میں نے حضرت عطاءؒ کی تقلید میں یہ کہا ہے(الجنۃ ص ۶۸) علامہ خطیب بغدادیؒ اور علامہ ابن حجرؒ نقل کرتے ہیں کہ ایک مسئلے کی تحقیق میں ایک سائل نے کہا کہ اس میں تو کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے، اس پر امام احمد بن حنبلؒ نے جواب دیا کہ اگر حدیث موجود نہیں تو نہ سہی، اس میں حضرت امام شافعیؒ کا قول تو موجود ہے۔اور حضرت امام شافعیؒ کا قول تو ایک مستقل حجت اور دلیل ہے(تاریخ بغداد ج ۲ ص ۶۷، تہذیب ج ۹ ص ۲۸)۔

مذکوہ بالا مثالوں سے اور ان جیسی بہت سی مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تقلید شخصی کا رواج خیر القرون میں تھا۔

سوال نمبر ۱۰:۔ کیا چاروں اماموں نے اپنے ماننے والوں کو اپنی تقلید کرنیکا حکم دیا تھا؟ اگر ہاں تو دلیل دیجئے، اگر نہیں تو پھر کیا وجہ ہیکہ اُن کی تقلید کی جاتی ہے؟

جواب:۔ اس سوال کے جواب کے لئے سوال نمبر ۸ کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

سوال نمبر ۱۱:۔ اگر صحابہ تابعین، تبع تابعین تقلید شخصی نہیں کرتے تھے تو وہ مقلد ہوئے یا غیر مقلّد؟

جواب:۔ سوال نمبر ۹ کے جواب میں مثالوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عامی تو کیا مجتہد کو بھی نہ صرف یہ کہ تقلید کرنا جائز ہے بلکہ اکابر امت (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) باوجود مجتہد ہونے کے بعض مسائل میں اپنے سے اعلم کی تقلید کرتے رہے۔جیسے حضرت عمرؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مسئلہ استخلاف میں تقلید کرنا۔حضرت ابن عباسؓ نے کہا حضرت علیؓ کے فتویٰ سے سرمنہ تفاوت نہ کرنا۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے متبحّر عالم کا حضرت عمرؓ کی تقلید کرنا، اسی طرح امام شعبیؒ، امام محمد ابن سیرین، امام ابراہیم نخعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کی ایک دوسرے کی تقلید اور اسی طرح امام شافعیؒ کی حضرت عطاءؒ کی تقلید اور امام احمد بن حنبلؒ کی امام شافعیؒ کی تقلید۔یہ تمام مجتہدین کرام تقلید کا ارتکاب کرتے ہیں۔تو وہ مقلّد ہوئے یا غیر مقلد؟ خود نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ نے یہاں تک کہہ دیا **فلا تجدوا احداً** ....الخ۔تم حضرات ائمہ کرام میں سے کسی ایک کو بھی نہیں پاسکتے کہ وہ بعض مسائل میں اپنے سے کسی بڑے عالم کی تقلید نہ کرتا ہو۔(الجنۃ ص ۶۸)

ابن شیر خُدا مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری رقم طراز ہیں میں اسے تسلیم نہیں کرتا کہ تقلید کا معنیٰ صرف یہی (**تسلیم قول الغیر من غیر حجۃ**) ہے، بلکہ یہ معنیٰ بھی ہے کہ غیر کا قول تسلیم کرنے میں دلیل کا محتاج نہ ہو۔تسلیم قول غیر دلیل پر موقوف نہ ہو جیسے صاحب ہدایہ، فتح القدیر، عنایہ، بنایہ اور امام طحاوی وغیرہ سب مقلد ہیں حالانکہ اُن کے دلائل بھی مشرح ہیں۔تو یہ لوگ باوجود علم بالدلیل کے نہ تو تقلید سے خارج تھے اور نہ ہی لوگ ان کو غیر مقلد سمجھتے تھے۔(تنقیح التنقید ص ۲۹)۔

سوال نمبر ۱۲:۔ جو شخص براہ راست قرآن اور حدیث کا مطالعہ کرسکتا ہو کیا اس کیلئے تقلید ضروری ہے؟

جواب:۔ قرآن وحدیث سے مسئلے کے استنباط کے لئے ان سے متعلق تمام علوم کا ماہر ہونا ضروری ہے، بعض مرتبہ صرف الفاظ کو رٹ لینا اور اس پر عمل کرنا گمراہی کا ذریعہ بنتا ہے۔حدیث میں مطلوب ہی معنی و درایت ہے اور یہی منزل ہے اور سند و روایت تو اُس کا راستہ ہے، چنانچہ امام ابوعمر یوسف بن عبدالبر

www.ownislam.com

مالکیؒ فرماتے ہیں اما طلب الحدیث .....الخ حدیث کا طلب کرنا بغیر اس کے معنیٰ سمجھے اور اس میں تدبر کرنے کے جیسا کہ عام لوگ کرتے ہیں ایسا ہی کرتے ہیں۔ تو یہ اہل علم کی ایک جماعت کے یہاں مکروہ ہے (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۲۷، طبع مصر)

امام موصوف نے جو کچھ فرمایا بالکل بجا فرمایا اور کتب حدیث میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کرنے سے اور ناسخ ومنسوخ اور اصل حقیقت کو نہ سمجھنے سے بجز گمراہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا تو پھر تفقہ کے بغیر علم حدیث حاصل کرنا کیوں مکروہ نہ ہو، مثلاً کوئی شخص بخاری ج ۱ ص ۳۰، ۴۳ کی وہ روایت پڑھے کہ حضرت عثمانؓ وغیرہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرے اور انزال نہ ہو تو اس پر صرف وضو ہے غسل نہیں۔ اور وہ شخص اسی پر عمل کرتا رہے اور غسل نہ کرے تو یہ گمراہی نہیں تو اور کیا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے یا مثلاً بخاری ج ۱ ص ۲۵، اور ترمذی ج ۱ ص ۱۱ وغیرہ کی یہ ایک روایت پڑھے کہ اگر ہوا خارج ہو اور اس کی آواز اور بو محسوس نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا، اگر کسی کی ہوا خارج ہو اور آواز و بو محسوس نہ کرے اور نماز پڑھتا رہے تو یہ کونسی دین داری ہوگی۔ اور ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ مولانا محمد سرفراز خاں خود اثبات التقلید میں تحریر کرتے ہیں کہ ہمارے ایک مخلص معتمد اور متشرع دوست ہیں انہوں نے کہا کہ میری ایک بہو اہلحدیث ہے وہ کہتی اور اس پر اصرار کرتی ہے کہ حدیث سے غسل جنابت کے سلسلے میں صرف یہ ثابت ہے کہ تین چلّو پانی سر پر ڈال دیا جائے تو پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے سارے بدن پر پانی ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اور میں نے یہ حدیث بخاری میں پڑھی ہے۔ اُن کی اس سلسلے میں اتنی کشیدگی پیدا ہوئی کہ طلاق تک نوبت آ گئی۔ اور واقعی یہ حدیث بخاری ج ۱ ص ۳۹ وغیرہ میں موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلّو پانی ڈالتا ہوں۔ حالانکہ تفصیلی روایت میں ثم یفیض علیٰ سائر جسدہ کے الفاظ بھی ہیں، یعنی آپؐ پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے تھے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ہمارے علاقے میں جبکہ ہمارا قبلہ مغربی سمت پر قضاء حاجت کے وقت بخاری ج ۱ ص ۲۶ کی حدیث شرقوا وغربوا پر عمل کرنا شروع کر دے تو کیا یہ عمل بالحدیث ہوگا۔ الحاصل اگر عوام کو ہر حدیث پر عمل کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی جائے تو وہ یہی کچھ کریں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ائمہ نے علم اور فقہ کے ذریعے جو درایت و مطالب بتائے ہیں اُن کی تقلید کی جائے۔

سوال نمبر ۱۳:- تقلید سنّت ہے؟ واجب ہے؟ فرض ہے؟ یا مستحب ہے؟

جواب: مولانا سید نذیر حسین صاحب معیار الحق میں کہتے ہیں کہ جس آیت کے حکم سے تقلید ثابت ہے وہ اسی صورت میں ہے جب کہ لاعلمی ہو (اور مقلدین حضرات بھی صرف اسی صورت میں تقلید کے قائل ہیں نص اور حدیث کے مقابلے میں وہ بھی تقلید کے قائل نہیں ہیں) قال اللّٰہ تعالیٰ فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون o یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر (معیار الحق ص ۶۷)۔

حافظ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں ولم تختلفوا العلماء .....الخ علماء کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ عام لوگوں پر علماء کی تقلید لازم ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد فاسئلو ااھل الذکر ان کنتم لاتعلمون o سے علماء ہی مراد ہیں۔ اور علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ نابینا شخص پر جب قبلہ کی تعیین کا اشکال ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ غیر کی جس پر اعتماد ہو اس کی تقلید کرے جو اسے قبلہ کی تمیز کرا سکے۔ سو اسی طرح جس شخص کو دینی امور میں علم و بصیرت نہ ہو اس پر لازم ہے کہ وہ عالم کی تقلید کرے۔ (جامع العبیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۱۵، طبع مصر)۔

مولانا ثناء اللہ صاحب تقلید کے سلسلے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے کہ یہ بات تو طے ہو چکی ہیکہ بے علم کو عالم کی تقلید ضرور چاہئے (بلفظ تقلید شخصی ص ۲۰)

www.ownislam.com

نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں، عامی آدمی پر مجتہد کی تقلید اور اس کے فتویٰ کو لینا واجب ہے اور آنحضرت ﷺ سے مستفیض اور مشہور حدیث آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا اے معاذ.....الخ (لقطة العجلان فيما تمس الى معرفة حاجة الانسان ص ۱۳۷، طبع نظامی کان پور)۔

سوال نمبر ۱۴:- کیا حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چاروں مسالک برحق ہیں؟

سوال نمبر ۱۵:- اگر یہ مسالک برحق ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ایک ہی عمل ایک مسلک میں جائز اور دوسرے مسلک میں ناجائز ہے؟ مثلاً سورہ فاتحہ کا نماز میں امام کے پیچھے پڑھنا، امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اگر کوئی شخص نہ پڑھے تو اس کی نماز ہی نہ ہوگی۔ جبکہ حنفی مسالک میں اسکے بالکل ہی الٹ ہے، اگر کوئی شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ لے تو اس کی نماز باطل۔ اس کے باوجود یہ دعویٰ ہے کہ دونوں برحق ہیں مگر کیسے؟

سوال نمبر ۱۶:- امام شافعیؒ نے اپنی تصنیف کتاب الام میں لکھا ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین واجب ہے جبکہ حنفی مسلک میں اس کے برخلاف رفع یدین (عندالرکوع) منسوخ ہے۔ اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں، حنفی، شافعی اس معاملے میں ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور دعویٰ یہ کہ دونوں برحق ہیں کیسے؟

جواب:- سوال نمبر ۱۵ میں مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے یا مکروہ تحریمی، اور رفع یدین کرنا سنت مؤکدہ ہے یا متروک یہ مسائل صدر اول سے اسی طرح مختلف فیہ چلے آتے ہیں، خود صحابہ کرامؓ کا اس معاملہ میں اختلاف تھا، اور جو مسئلہ صدر اول سے مختلف فیہ چلا آرہا ہو اس میں اختلاف کا مٹا دینا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ مگر چوں کہ ایسے مسائل میں سنت و بدعت یا حق و باطل کا اختلاف نہیں، اسلئے جو موقف کسی کے نزدیک راجح ہو اس کو اختیار کر سکتا ہے اور قرآن کریم سنت نبیؐ اور صحابہ و تابعین کے تعامل کی روشنی میں اپنی موقف کی ترجیح کے دلائل بھی پیش کر سکتا ہے لیکن کسی ایک فریق کا اپنے موقف کو قطعی حق سمجھنا اور فریق مخالف کے موقف کو قطعی باطل اور بدعت وضلالت کہنا درست نہیں۔ کیوں کہ دونوں فریق کے پاس بطور حجت احادیث نبوی موجود ہیں۔ اور ہر ایک حجت کی بناء پر اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر اپنا موقف ظاہر کرتا ہے، غرض یہ اجتہادی و فروعی اختلافات ہیں۔ فروعی مسائل میں کم از کم اتنی کشادہ ذہنی اور فراخ قلبی تو ہونی چاہئے کہ ہم اپنے موقف کو صواب سمجھتے ہوئے فریق مخالف کے قول کو خطاء اجتہادی سمجھ کر اسے معذور و ماجور تصور کریں۔ مثلاً اگر شوافع یا قائلین قرأت خلف الامام کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی "لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" امام، مقتدی اور منفرد سب کو عام ہے تو اسے اپنے اس موقف کو درست سمجھتے ہوئے اپنی حد عدم جواز کے قائلین "من صلى خلف الامام فقراءة الامام له قراءة" کے پیش نظر اور ارشاد ربانی "واذا قرىء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون ٥" اور ارشاد نبویؐ "واذا قرأ فانصتوا" کے مطابق مقتدی کے لئے قرأت کو ممنوع کہتے ہیں، وہ بھی اپنے موقف پر سختی سے عمل کریں۔ لیکن ایک کا اجتہاد دوسرے پر حجت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ محض اپنے اجتہاد کی بناء پر صحابہ، تابعین اور ائمہ ھدیٰ کی نمازوں کے باطل ہونے کا فتویٰ صادر فرمائیں۔ اور اسی طرح رفع یدین کو سنت سمجھنے والے اور ترک رفع یدین کو سنت سمجھنے والے اپنے اپنے اجتہاد کی بناء پر دوسروں کو گمراہ نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ اس سے ان تمام اکابر امت صحابہ و تابعین کی تضلیل لازم آتی ہے جنہوں نے یہ موقف اختیار کیا۔

احادیث کی مثالوں سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے (۱) غزوہ خندق کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کو حکم دیا، کہ "لا

www.ownislam.com

یصلین احد ن العصر الافی بنی قریظة ''یعنی کوئی شخص بھی عصر کی نماز نہ پڑھے، مگر بنوقریظہ میں جا کر۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے حکم سنا اور چل پڑے راستے میں عصر کا وقت ہوگیا، بعض حضرات صحابہ کرامؓ نے وہیں نماز پڑھ لی اور کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ تم جلدی وہاں پہنچو، یہ مطلب نہ تھا کہ تم راستے میں نماز ہی نہ پڑھنا۔ اور دوسرے گروہ نے کہا کہ آپؐ نے تو فرمایا ہے کہ بنوقریظہ میں جا کر نماز پڑھنا اسلئے ہم تو راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے۔ بلکہ وہاں جا کر ہی پڑھیں گے جب دونوں کا قصہ آپؐ کے سامنے پیش ہوا تو ''**فلم یعنف واحدامنهم**'' یعنی آپؐ نے (دونوں گروہوں میں سے) کسی ایک پر بھی سختی نہ کی (بخاری ج ۲ ص ۵۹۱)

(۲) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے دو صحابی کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا اور ان کو وضو کے لئے پانی دستیاب نہ ہوسکا، دونوں نے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی اور پھر ابھی نماز کا وقت باقی ہی تھا کہ پانی مل گیا ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز دہرالی اور دوسرے نے نماز کا اعادہ نہ کیا آپؐ سے جب دونوں نے ملاقات کی تو اپنا یہ ماجرا آپؐ سے عرض کر دیا آپؐ نے اس شخص سے جس نے نماز دوبارہ نہیں پڑھی تھی ارشاد فرمایا ''**اصیبت السنة واجزاتک صلوتک**'' تو نے سنّت کے موافق کام کیا اور تجھے تیری نماز کافی ہوگئی، اور جس نے وضو کر کے نماز دہرالی تھی اس سے فرمایا کہ ''**لک الاجر مرتین**'' تیرے لئے دہرا اجر ہے (ابوداؤد ج ۱ ص ۵۵، نسائی ج ۱ ص ۷۵) ملاحظہ کیجئے، کہ دونوں کا عمل اور طرز طریق کس طرح جدا جدا تھا مگر پھر بھی آپؐ نے دونوں کو بشارت اور خوش خبری ہی سنائی ہے۔

یہ بات تو مسلم ہے کہ امور غیر منصوصہ یا ایسے مسائل جن میں احادیث مختلف فیہ موجود ہوں ان میں اجتہاد کرنا ہی ہوتا ہے تاکہ کسی ایک عمل کو راجح قرار دیا جائے اور مجتہد کو ہر حال میں اجر ہی ہے۔ اگر خطاء پر ہے تو ایک اجر اور اگر صواب پر ہے تو دہرا اجر۔ مسالک اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا اختلاف حق وہدایت ہی کے دائرے میں ہے اور ان میں سے ہر فریق اپنے فہم واجتہاد کے مطابق حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا اور رسول اللہؐ کی اطاعت میں کوشاں ہے۔ اسلئے ان میں کا ہر فریق گمراہی پر نہیں بلکہ مختلف فیہ مسائل میں سب اپنی اپنی جگہ حق پر ہیں اور اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق ماجور ہیں اسلئے چاروں مسالک برحق ہیں۔

سوال نمبر ۱۷:- کیا حضورؐ نے مرد کو زیر ناف اور عورت کو سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم دیا تھا؟ کوئی ایک صحیح اور صریح حدیث بیان کیجئے؟

سوال نمبر ۱۸:- کیا حضورؐ نے تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کو کانوں کی لو تک اور عورت کو شانوں تک رفع یدین کرنے کا حکم دیا تھا؟

سوال نمبر ۱۹:- کیا مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے؟ کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے؟

سوال نمبر ۲۰:- کیا حضورؐ وضو میں گردن کا مسح ہتھیلی کی پشت سے کیا کرتے تھے؟ کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے۔

سوال نمبر ۲۱:- کیا حضورؐ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کرتے تھے؟ کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے۔

سوال نمبر ۲۲:- کیا فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا سنّت ہے کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے۔

جواب:- مسائل کے استنباط میں تعامل سلف کی بڑی اہمیت ہے۔ تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور اکابر تابعین کا تعامل کسی مسئلہ میں حجت قاطعہ شمار ہوتا تھا، اور احادیث کی صحت وسقم کے لئے معیار کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ دوسری صدی میں احادیث کے جتنے مجموعے مرتب کئے گئے ان میں آپؐ کے ارشادات کے ساتھ حضرات صحابہؓ اور تابعین کا تعامل بھی ذکر کیا جاتا تھا۔ اول تو صحابہ کرامؓ کے حالات سے واضح ہے کہ آنحضرتؐ کے اقوال واعمال واحوال کو اپنے اندر ایسا جذب کر لیا تھا کہ ان کی سیرت جمال نبویؐ کا آئینہ بن گئی تھی۔ ادھر قرآن کریم

www.ownislam.com

میں ان کے راستے کو "سبیل المومنین" کہہ کر ان کی اقتداء کا حکم فرمایا گیا ہے اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو تعامل ہی کی برکت سے ہمارے دین کا نصف حصہ عملاً متواتر ہے اور تعامل ہی تعلیم و تعلم کا قوی ترین ذریعہ ہے۔ اگر تعامل کو درمیان سے ہٹا دیا جائے تو محض روایات کو سامنے رکھ کر کوئی شخص نماز کا مکمل نقشہ بھی مرتب نہیں کر سکتا، جو دن میں پانچ بار پڑھی جاتی ہے، چہ جائے کہ پورے دین کا نظام مرتب کر دیا جائے۔ اس لئے صحیح طرز فکر یہ ہے کہ اکابر صحابہ و تابعین کے تعامل اور روایات کو بیک وقت پیش نظر رکھ کر دونوں کے درمیان تطبیق دی جائے یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ موطا میں جگہ جگہ تعامل اہل مدینہ کا حوالہ دیتے ہیں، اور یہی وہ کارنامہ ہے جو ائمہ احناف رحمہم اللہ نے انجام دیا، انہوں نے کسی مسئلہ میں بھی صحابہ و تابعین کے تعامل سے صرف نظر نہیں کیا۔ لیکن بعد کے فقہا و محدثین کو اس معیار کا قائم رکھنا مشکل تھا۔ اس لئے انہوں نے روایات کی صحت و ضعف کو اصل معیار قرار دیا۔

آپ کے درج بالا سوالات کے ڈھنگ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ احکامات یا امور جو مذکورہ سوالات میں منقول ہیں وہ یا تو فرض یا واجب یا سنّت ہیں، حالانکہ حقیقتاً نہیں ہے، آپ کے سوالات کرنے کا انداز یہ بتاتا ہے کہ آپ یا تو عوام کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں یا آپ ان احکامات و امور کی حقیقت سے ہی ناواقف ہیں۔ اصل میں جو امور و احکامات ان سوالات میں مذکور ہیں وہ حنفی مسلک میں مستحب ہیں فرض یا سنّت نہیں۔ اور مستحب کی تعریف ہی یہ ہے کہ "لا یلام تارکہ" یعنی اس کے چھوڑنے والے پر ملامت نہیں ہوتی۔ اور استحباب کے استدلال کے لئے حدیث صریح کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ ضعیف احادیث اور تعامل سلف سے بھی استحباب کا استدلال کیا جاتا ہے، مثلاً آپ ہی کے مسلک میں سینے پر ہاتھ باندھنا جو آپ کے نزدیک سنت ہے اس کی دلیل میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے اور خود امام بخاریؒ نے جن کی کتاب صحیح بخاری کے بارے میں آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی ہر روایت دوسری کتاب کی تمام روایتوں سے اولیٰ ہے انہوں نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری میں بہت سے مسائل میں صحابہ اور غیر صحابہ کے عمل اور قول سے استدلال کیا ہے، مثلاً باب قرأۃ القرآن باب الحدث وغیرہ میں (صحیح بخاری مترجم ج ۱ ص ۱۶۵) میں منصورؒ کی ابراہیم نخعیؒ سے روایت لی ہے کہ "منصورؒ نے ابراہیم نخعیؒ سے نقل کیا کہ حمام میں تلاوت کرنا، بے وضو خط لکھنا جائز ہے اور وہیں دوسری روایت ہے کہ حماد نے ابراہیم سے روایت کیا، اگر نہانے والے کے جسم پر ازار ہو تو سلام کرے ورنہ سلام نہ کرے" وغیرہ وغیرہ۔

نمبر ۱۷:- حنفی مسلک میں مرد کو زیر ناف ہاتھ باندھنا مستحب ہے کیوں کہ حضرت علیؓ سے منقول ہے، "ہاتھ کا ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نماز کی سنت میں سے ہے، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۹۱)۔ عورت کا سینے پر ہاتھ باندھنا مستحب ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے **حدثنا یونس بن محمد قال حدثنی یحییٰ بن میمون قال حدثنی عاصم الاحول قال رأیت حفصة بنت سیرین کبرت فی الصلوٰة واومت حذوثدییها ووصف یحییٰ فرفع یدیه جمعا** ○ ترجمہ: حضرت عاصم احول نے کہا کہ میں نے حفصہ بنت سیرین کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں تکبیر کہی اور اشارہ کیا سینے کے مقابل تک اور بیان کیا یحییٰ نے پس ہاتھوں کو بلند کر کے جمع کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹)

ابن جریجؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عطاء سے کہا کیا عورت تکبیر میں مردوں کی مانند اشارہ کرے؟ کہا کہ نہ بلند کرے وہ اپنے ہاتھوں کو مردوں کی مانند اور اشارہ کیا پس ہاتھوں کو کافی نیچے رکھا اور دونوں کو اسی جگہ جمع کر لیا اور کہا کہ عورتوں کی ہیئت مردوں کی طرح نہیں ہے (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۷)

نمبر ۱۸:- حضرت وائل ابن حجرؓ سے منقول ہے "**ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لم یا وائل ابن حجرؓ اذا صلیت فاجعل یدیک خذو**

www.ownislam.com

اذنیک والمرأة تجعل یدیها حذو ثدیها (رواہ الطبرانی فی معجم الکبیر بحوالہ دلیل الطالب ص ۲۷۲) ترجمہ حضرت وائل ابن حجرؓ سے منقول ہے کہ نبیؐ نے ان سے کہا اے وائل ابن حجرؓ جب تو نماز پڑھے تو اپنے ہاتھ کو کانوں کی لو تک اٹھا، اور عورت ہاتھ اٹھائے سینے تک۔

نمبر ۱۹:- مرد و عورت کی نماز کے سلسلے میں فرق خود آنحضرتؐ سے ثابت ہے حضورؐ دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں، آپؐ نے ان سے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو۔ کیوں کہ عورت کا حکم اس بارے میں مرد جیسا نہیں ہے۔ (مراسیل ابی داؤد ص ۸)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں "عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ رانوں سے چپکا لے۔ ایسے طور پر کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۱۱۷، بحوالہ بیہقی و ابن عدی)۔

حضرت علیؓ نے فرمایا "جب عورت نماز پڑھے تو سُرین کے بل بیٹھے اور اپنی دونوں رانوں کو ملائے رکھے۔ (المغنی ج ۱ ص ۵۶۲)

نمبر ۲:- ابن ہبیرہ کہتے ہیں کہ اختلاف کیا لوگوں نے گردن کے مسح کے بارے میں پس کہا ابوحنیفہؒ کہ وہ نفل وضو سے ہے، اور اختیار کیا ہے ہمارے بہت سے اصحاب نے یہ کہ وہ ادب ہے اور وہ مستحب ہے۔ طبرانی نے کعب بن عمرو السیامی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے وضو کیا پس کلّی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور ہر ایک کے لئے جدید پانی لیا اور اپنا چہرہ دھویا اور مسح کیا اپنے سر کا۔ کہا کہ اس طرح اور اشارہ کیا اپنے ہاتھوں سے سر کے شروع سے، یہاں تک کہ پہنچایا دونوں ہاتھوں کو گردن کے نیچے تک گدی سے قبل تک" عینی کہتے ہیں کہ کتاب الطہور میں ابوعبید نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ "جو شخص گدی کا مسح کرے گا وہ قیامت کے دن طوق سے بچایا جائے گا" یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیوں کہ اس قسم کی باتوں میں رائے کو دخل نہیں ہو سکتا (امانی ص ۱۴۸، نیل الاوطار ج ۱ ص ۵۹، ۱۵۸) چنانچہ ابونعیم نے تاریخ اصفہان میں حضرت ابن عمرؓ سے اسی کے مطابق روایت کیا ہے، پس بر تقدیر صحت اس سے استحباب ثابت ہوتا ہے، رہ گیا ہتھیلی کی پشت سے مسح کرنا تو حنفی علماء اس کے مدعی نہیں ہیں۔

نمبر ۲۱:- رفع تکبیر القنوت مروی عن عمرو علی و ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و البراء بن عازب ذکرہ الاثرم والبیھقی فی سننہ الکبریٰ یعنی قنوت کی تکبیر میں ہاتھ اٹھانا مروی ہے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ، اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت براء بن عازبؓ سے اس کو ذکر کیا، اثرم اور بیہقی نے سنن کبریٰ میں۔ (بحوالہ الموعظۃ الحسنۃ فی تحقیق المسائل السبعۃ، ص ۷۰) عن الاسود عن عبداللہ انہ کان یقرا فی اٰخر رکعۃ من الوتر قل ھوا للہ ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکعۃ، رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین واسناد صحیح ترجمہ: حضرت اسودؒ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی آخری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھتے تھے پھر دونوں ہاتھ کو اٹھاتے تھے پھر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے (بحوالہ آثار السنن مع التعلیق الحسن ج ۲ ص ۱۷)

جواب نمبر ۲۲:- دعا میں ہاتھ اٹھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور حکم سے ہے اور اس سلسلے میں تقریباً چالیس حدیثیں ہیں..... حضرت ابوامامہؓ کی حدیث میں ہے "قیل ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر و دبر الصلوات المکتوبات (رواہ الترمذی ج ۱ ص ۱۸۸)۔" ترجمہ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز دو ۲ دو ۲ رکعت ہے تشہد پڑھنا ہے ہر دو رکعت میں اور عاجزی و انکساری کرنا ہے اور مسکینی ظاہر کرنا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پروردگار کی جانب اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں، اور کہو اے رب! اے رب! اور جس نے ایسا نہیں کیا اس کی نماز ایسی ہے اور ایسی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جس نے ایسا نہیں کیا اس کی نماز

www.ownislam.com

ناقص اور نامکمل ہے۔(ترمذی ج ا ص ۵۰، صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۲۲، ابن ماجہ الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۲۰۲)

وعن ثوبانؓ قال قال اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لأحد ....الخ ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین چیزیں ہیں کہ نہیں حلال کسی کے لئے یہ کہ اُن کو کرے نہ امام ہو آدمی کسی قوم کا پس خاص کرے اپنی ذات کو دعا میں ان کے سوا، پس اگر کسی نے ایسا کیا تو اس نے خیانت کی (بحوالہ مشکوہ مترجم ۱۹ ص ۱۰۰۳، رواہ ابوداؤد، اور اسی کے مثل ترمذی)۔

س نمبر ۲۳:- کیا حضور ﷺ نے صحابہؓ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھ کر کہا تھا کہ ''نماز میں سرکش گھوڑوں کی دم کی طرح ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو؟ جبکہ یہی عمل تکبیر تحریمہ کے وقت کیا جاتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جو عمل حضورؐ خود کرتے ہوں صحابہؓ کو کرتے دیکھ کر اتنے سخت الفاظ سے منع فرمایا ہو۔ اگر رفع یدین اتنا ناپسندیدہ عمل ہے تو حنفی مسلک میں تیسری رکعت میں ایک بار عیدین کی نمازوں میں چھ چھ بار کیوں کیا جاتا ہے؟ اگر یہ حدیث رفع یدین کی منسوخیت میں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ فن حدیث کے ماہرین امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی نے اس کو تشہد کے باب میں پیش کیا ہے نہ کہ رفع یدین کی منسوخیت میں ہے؟

جواب:- اگر رفع یدین اتنا ہی ناپسندیدہ عمل ہے تو حنفی مسلک میں وتر کی تیسری رکعت میں ایک بار اور عیدین کی نمازوں میں چھ چھ بار کیوں کیا جاتا ہے، اگر آپ مسنون یا مستحب عمل کا اصول جانتے ہوتے تو ہرگز یہ سوال نہ کرتے۔ یہ بات تو یقیناً مسلّم ہے کہ جس موقعہ پر حضورؐ یا صحابہ کرامؓ کے تعامل سے جو حکم یا عمل ثابت ہے اس موقعہ پر وہی سنّت یا مستحب ہے۔ عیدین کی نمازوں میں رفع یدین بالاتفاق حدیث سے ثابت ہے۔ اور وتر کی تیسری رکعت میں رفع یدین تعامل صحابہ سے ثابت ہے۔ اس لئے ان مواقع پر رفع یدین ممنوع نہیں بلکہ سنّت یا مستحب ہے۔

''اگر یہ (مذکورہ) حدیث رفع یدین کی منسوخیت میں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ فن حدیث کے ماہرین امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی نے اس کو تشہد کے باب میں پیش کیا ہے نہ کہ رفع یدین کی منسوخیت میں ہے؟

آپ کا یہ سوال بھی کم علمی کا نتیجہ ہے یا عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش ہے۔ کیوں کہ اگر آپ ذرا بھی حدیث کا علم رکھتے تو یہ بات جانتے کہ مؤلف کسی حدیث کو اپنے خاص مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی باب کے تحت لاتا ہے۔ یہ اس کی اپنی حکمت ہے۔ اس لئے اگر کوئی مؤلف کسی بھی حدیث کو کسی بھی باب کے تحت پیش کرے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس حدیث کو کسی دوسرے مسئلے کے استنباط کے لئے دلیل نہیں بنا سکتے۔ اسلئے کسی بھی حدیث کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ وہ فلاں باب کے تحت لائی گئی ہے، اسلئے اس سے صرف مسئلہ باب ہی اخذ کیا جائے دوسرا نہیں تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

رہ گیا مذکورہ حدیث کے بارے میں یہ جملہ کہ امام مسلم نے اُسے باب تشہد میں پیش کیا ہے یہ صحیح مسلم سے لاعلمی کا نتیجہ ہے کیوں کہ امام مسلم نے بذات خود سرے سے کوئی ترجمۂ باب ہی نہیں مقرر کیا۔ بلکہ ان تراجم ابواب کو ان کے بعد امام نوویؒ نے قائم کیا اسلئے یہ اعتراض ہی بودا ہے۔

''کیا حضورؐ نے صحابہ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھ کر کہا تھا کہ ''نماز میں سرکش گھوڑوں کی دم کی طرح ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو؟ (جبکہ یہی عمل تکبیر تحریمہ کے وقت کیا جاتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جو عمل حضورؐ خود کرتے ہوں صحابہؓ کو کرتے دیکھ کر اتنے سخت الفاظ سے منع فرمایا ہو؟

ہم نے ابھی یہ اصول تحریر کیا کہ جو عمل حضور ﷺ سے بالاتفاق ثابت ہے وہ ممنوع نہیں، سنّت ہے۔ اسلئے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین مسنون ہے۔ ''حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کو نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا کہ نماز میں سرکش گھوڑے کی طرح ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو۔'' یہ جملہ صحیح مسلم کی حدیث کا ہے۔ اور اس کی سند میں کوئی کلام نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی راوی وضّاع ہے۔ کہ وہ یہ جملہ گڑھ لے۔ تو پھر اس جملے پر شک کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اور جب یہ

www.ownislam.com

جملہ بلاشبہ حدیث کا ہے تو اس پر شک حدیث پر شک ہے۔ ''یہ کیسے ممکن ہے کہ جو عمل حضورؐ خود کرتے ہوں صحابہ کرامؓ کو کرتے دیکھ کر اتنے سخت الفاظ سے منع فرمایا ہو۔'' آپ کا یہ اعتراض نہ صرف حدیث پر اعتراض ہے بلکہ آپ ﷺ کے قول پر اعتراض ہے کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ اگر آپ کا قول اس کے مسلک یا اس کے منشاء کے خلاف ہو تو اس پر اعتراض کرے۔ اسلئے یہ اعتراض باطل ہے اور ایسے اعتراض سے رجوع کرنا چاہئے۔

دعوت الی الخیر

آپ کے مراسلے بنام ''حنفی علماء سے سوالات'' میں جن مسائل اور اختلافات کا ذکر ہے یہ مسائل اور اس قسم کے بہت سے مسائل صحابہ کرامؓ کے زمانے سے ہی مختلف فیہ چلے آرہے ہیں، اور صحابہ کرامؓ کا یہ اختلاف امت میں انتشار، بگاڑ یا فساد کا باعث ہرگز نہیں تھا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اکرم ﷺ کو جیسا ارشاد فرماتے ہوئے سنا اور جیسا عمل کرتے ہوئے دیکھا اس پر خود بھی عمل کیا اور امت کے دوسرے افراد تک اس کی اشاعت کی اور ''الصحابة کلهم عدول'' کے مصداق کسی کا عمل باطل اور بدعت وضلالت نہیں تھا۔ اور جب ان کا عمل بدعت وضلالت نہیں تو ان کی اتباع وتقلید کرنے والوں کا عمل کیسے گمراہی ہوسکتا ہے، اسلئے اُن میں سے جس کا موقف بھی کسی کے نزدیک راجح ہو اُسے اختیار کرسکتا ہے لیکن کسی ایک فریق کا اپنے موقف کو قطعی حق سمجھنا اور فریق مخالف کے موقف کو قطعی باطل اور بدعت وضلالت کہنا درست نہیں۔ یہ فروعی اختلافی مسائل انہیں مسئلوں تک محدود نہیں۔ بلکہ اس نوعیت کے ہزاروں مسائل ہیں اور ان پر دور اول سے آج تک اتنا کچھ لکھا جاچکا ہے کہ مزید کچھ لکھنا محض اضاعت وقت معلوم ہوتا ہے، جہاں تک عوام کا سوال ہے ان کو دلائل کی نہیں بلکہ عمل کرنے کے لئے مسائل کی ضرورت ہوتی ہے انہیں تو صاف اور منقح شکل میں مسئلہ سمجھا دینا چاہئے، دلائل کی قیل وقال ان کے لئے اکثر وبیشتر ناقابل فہم اور موجب تشویش ہوتی ہے اور اس سے ان کی عملی قوت کمزور ہوجاتی ہے، پھر ایسے پرفتن دور میں جبکہ اسلام کے قطعی وبنیادی مسائل میں تشکیک کا سلسلہ جاری ہے اور قلوب سے ایمان ہی رخصت ہوتا جارہا ہے۔ ان فروعی مسائل کو نزاع وجدال اور بحث و گفتگو کا موضوع بنا کر ان پر خامہ فرسائی کرنا اور موجودہ دور کے اہم فتنوں سے صرف نظر کرنا ہرگز درست نہیں، ان نزاعی مسائل میں امت کا وقت پیسہ اور طاقت ضائع کرنے کی بجائے اپنی توجہ ان لوگوں کی طرف مبذول فرمانا چاہئے جو سرے سے نماز ہی کے قائل نہیں یا جنہیں سالہا سال سے بھی مسجد کا رخ کرنے کی توفیق نہیں ہوئی، نمازیوں کی نماز کو باطل کہنے کی بجائے بے نمازیوں کو نماز کی طرف لانے کی محنت کیجئے، نیز لوگوں کو فرائض پر عمل کی دعوت اور منکرات سے منع کرنے کی سعی کیجئے یہ دین کی صحیح خدمت ہوگی۔

الحمدللہ اس زمانے میں بھی امت میں ایسی جماعتیں موجود ہیں جن میں مختلف مسالک کے افراد اپنے اپنے مسلک پر رہتے ہوئے دین کی محنت پر مجتمع ہیں۔ یہ جماعتیں نہ صرف امت میں اصلاح کا کام پُراثر طریقے سے کررہی ہیں بلکہ غیر مسلموں میں دعوت وتبلیغ اسلامی کا میابی کے ساتھ انجام دے رہی ہیں۔ جو حضرات اس قسم کے فروعی مسائل کے نزاع میں مشغول ہیں، ہماری ان سے مخلصانہ درخواست ہے کہ اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال کرتے ہوئے ان جماعتوں سے منسلک ہوکر امت مسلمہ کی نصری قوت کو بڑھائیں اور دین کی صحیح خدمت انجام دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

وما علینا الا البلاغ واٰخرُ دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین .

☆☆☆☆☆

www.ownislam.com

غیر مقلدین میں عملی کام کا نمونہ

۲۰۱۰ء ابھی حال ہی میں ایک غیر مقلد نوجوان ''نماز نبوی'' نامی کتاب لے کر احناف کے سامنے بڑے طمطراق سے دعویٰ کرتا تھا کہ نماز کے صحیح دلائل اس کتاب میں ہیں۔ حنفی حضرات رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔ میرے پاس رفع یدین کی دلیل ہے کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا وغیرہ وغیرہ۔ احناف کی اس مسجد میں جس میں غیر مقلد نوجوان دعویٰ کیا کرتا تھا، جمعیۃ المسلمین کے اراکین نے اسے دلیل پیش کرنے کی دعوت دی اور مصلیوں اور اہل محلہ کے سامنے اچھے ڈھنگ سے اس غیر مقلد نوجوان سے مباحثہ کر کے اسے لاجواب کر دیا۔ جب تقریری طور پر غیر مقلد نوجوان لاجواب ہو گیا تو کچھ عرصہ بعد مذکورہ نوجوان نے ایک پمفلٹ بنام ''حنفی علماء سے سوالات'' ایک حنفی نوجوان کو اس دعویٰ کے ساتھ دیا کہ ان سوالات کے جوابات آج تک کوئی نہ دے سکا اور قیامت تک نہیں دے سکتا۔ مزید یہ کہ ان سوالات کو دار العلوم دیوبند بھی بھیجا گیا تھا اس کا جواب آج تک نہیں آیا۔ اس پمفلٹ کی حقیقت ظاہر کرنے کی ذمہ داری اسی علاقہ کے ایک ادارہ ''تحفظ دین'' کے اراکین نے لی اور مذکورہ پمفلٹ اپنے ایک مکتوب کے ساتھ اراکین جمعیۃ المسلمین کو روانہ کیا۔ اراکین جمعیۃ المسلمین نے مذکورہ پمفلٹ کی حقیقت ظاہر کی کہ ۱۹۹۲ء میں یہی پمفلٹ دستخط کے ساتھ ہمیں دیا گیا تھا۔ جس کا جواب کتابی شکل میں شائع کیا گیا تھا۔ اس جواب کی زیراکس کاپی ادارہ تحفظ دین کو روانہ کیا۔ اور جواب کے ساتھ کچھ سوالات بھی روانہ کئے گئے۔ یہ جوابات ادارہ تحفظ دین کے سوالات دستخط کے ساتھ کچھ افراد کے سامنے مذکورہ غیر مقلد نوجوان کو دیا گیا۔ اب جواب طلب کرنے پر مذکورہ نوجوان گالیاں بکتا ہے۔ جانبین کی تحریرات کے عکس ملاحظہ ہوں۔

مقلدین میں جب بھی کوئی غیر مقلد سوالات کرتا ہے تو یہ جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کہ آج تک انکے جوابات کوئی نہیں دے سکا۔ اسکی مثال ذیل میں ملاحظہ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمت مسلمہ میں اس وقت جو فساد۔ بگاڑ اور انتشار و فرقہ بندی نظر آرہی ہے اس کو دیکھ کر ہمارے ذہنوں میں مختلف سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ ہماری علمائے احناف سے گذارش ہے کہ ان سوالات کا سنجیدگی سے مدلل جواب دیکر ہمیں مطمئن کریں۔

حنفی علماء سے سوالات؟

۱) رفع یدین کب منسوخ ہوا؟ ۲) اگر رفع یدین منسوخ ہے (جیسا کہ علمائے احناف کہتے ہیں) تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاری نے ''صحیح بخاری'' میں، امام مسلم نے ''صحیح مسلم'' میں صرف رفع یدین ہی کی روایتیں نقل کی ہیں؟ ۳) بخاری شریف اور مسلم شریف میں رفع یدین کی روایتیں تین صحابیؓ سے مروی ہیں (الف) عبداللہ بن عمرؓ جو کہ حضورؐ کے انتقال تک آپؐ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ آپؐ حضورؐ کے انتقال کے بعد ۶۳ سال تک زندہ رہے اور مدینہ منورہ ہی میں آپؓ کا انتقال ۷۳ھ میں ہوا۔ (تاریخ صغیر البخاری) ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے حضورؐ کا اور تمام صحابہؓ کا عمل دیکھا اور اسکے بعد رفع یدین کی روایت آپ نے اپنے بیٹے سالم سے بیان کیا۔ اور سالم نے امام زہری سے۔ امام زہری نے امام مالک سے۔ امام مالک نے عبداللہ بن مسلمہ سے اور عبداللہ بن مسلمہ نے امام بخاری سے رفع یدین کی روایت بیان کی۔ اس حدیث کی سند کے تمام راوی مدینہ ہی کے ہیں۔ اگر رفع یدین منسوخ ہوتا تو ان لوگوں کو ضرور علم ہوتا کیونکہ مدینہ تو اکابر صحابہؓ کی آماجگاہ تھی۔

(ب) دوسری روایت بخاری و مسلم میں مالک بن حویرثؓ سے ہے جو کہ ۹ھ میں ایمان لائے۔ آپؓ نے اپنے قبیلے کے بیس نوجوانوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیس دن قیام کیا اور حضورؐ کے ایک ایک عمل کو دیکھتے رہے۔ ۱۰ھ میں آپؐ کا انتقال ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس دوران رفع یدین منسوخ کب ہوا؟ جبکہ مالک بن حویرثؓ نے حضورؐ کے انتقال سے چھ یا سات مہینے قبل حضورؐ کو رفع یدین سے نماز پڑھتے دیکھا اور روایت بیان کی۔

(ج) تیسری روایت وائل بن حجرؓ سے ہے جو کہ یمن کے شہزادے تھے۔ یہ بھی ۹ھ میں مدینہ تشریف لائے اور حضورؐ کو آپؐ نے رفع یدین سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (بخاری و مسلم)۔ ۴) اگر رفع یدین منسوخ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف میں ۱۹ صحابہؓ کے نام ذکر کئے ہیں جن سے رفع یدین کی روایتیں مروی ہیں۔ ان میں حضرت عمرؓ۔ علیؓ۔ انس بن مالکؓ۔ ابوہریرہؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ۔ عائشہؓ۔ سہل بن سعدؓ۔ ابوقتادہؓ۔ جابر بن عبداللہؓ۔ ابوموسیٰ اشعریؓ اور عمر لیثیؓ جیسے عظیم المرتبت صحابہ ہیں۔ کیا ان لوگوں کو رفع یدین کی منسوخیت کا علم نہیں ہوا۔

www.ownislam.com

۲۲) کیا فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء سنّت ہے ؟ کوئی ایک صحیح حدیث بیان کیجئے۔

۲۳) کیا حضورؐ نے صحابہؓ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھ کر کہا تھا کہ "نماز میں سرکش گھوڑوں کی دُم کی طرح ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو ؟" جبکہ یہی عمل تکبیر تحریمہ کے وقت کیا جاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو عمل حضورؐ خود کرتے ہوں صحابہؓ کو کرتے دیکھ کر اتنے سخت الفاظ سے منع فرمایا ہو ؟

اگر رفع یدین اتنا ہی ناپسندیدہ عمل ہے تو حنفی مسلک میں وتر کی تیسری رکعت میں ایک بار اور عیدین کی نمازوں میں چھ چھ بار کیوں کیا جاتا ہے ؟ اگر یہ حدیث رفع یدین کی منسوخیت میں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ فنّ حدیث کے ماہرین امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی نے اسکو تشہد کے باب میں پیش کیا ہے نہ کہ رفع یدین کی منسوخیت میں ہے ؟

منجانب : الشبان المسلمین موتی پور، مالیگاؤں۔

تقلید اور اتباعِ سنّت ائمہ اربعہ کی نظر میں

۱) امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے "جب کوئی صحیح حدیث مل جائے تو اسی پر عمل کرو، وہی میرا مذہب ہے"

(دُرِّ مختار)

۲) امام مالکؒ کہتے ہیں "میں تو بس ایک انسان ہوں میری رائے غلط بھی ہوتی ہے اور صحیح بھی۔ تو میری رائے کو پرکھو۔ جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو"

(جامع البیان العلم۔ عبدالبر)

۳) امام شافعیؒ کہتے ہیں "تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے جس کسی کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح حدیث مل جائے اسے کسی اور کے قول پر عمل کرنا اور حدیث کو چھوڑ دینا حرام ہے۔"

(اعلام الموقعین)

۴) امام احمدؒ کہتے ہیں "نہ میری تقلید کرو، نہ امام مالکؒ کی تقلید کرو، نہ شافعیؒ کی اور نہ اوزاعیؒ کی بلکہ انہوں نے جہاں سے مسائل کو اخذ کیا ہے تم بھی وہیں سے حاصل کرو یعنی قرآن و حدیث سے۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۱/ اکتوبر ۲۰۱۰ء

محترم اراکین جمعیۃ المسلمین مالیگاؤں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جناب صلاح الدین صاحب (ساکن رونق آباد گلی نمبر ۱، مالیگاؤں) نے ہمارے ادارہ کے ایک رکن شہزاد احمد مظفر حسین صاحب (ساکن مدنی نگر نزد مسجد امیر حمزہ مالیگاؤں) کو ایک پمفلٹ بنام "حنفی علماء سے سوالات" دیا ہے۔ صلاح الدین صاحب نے کئی افراد کے سامنے دعویٰ کیا کہ بائیس (۲۲) برسوں سے آج تک ان سوالات کے جوابات نہ کسی نے دیا ہے اور نہ کوئی دے سکتا ہے۔ مزید یہ کہ ان سوالات کو دارالعلوم دیوبند بھی بھیجا گیا تھا لیکن ان کے جوابات نہیں ملے۔ جب موصوف سے درخواست کی گئی کہ آپ ان دعوؤں کو اس پمفلٹ پر تحریر کر دیں اور دستخط کر دیں، تو انھوں نے تحریر کرنے اور دستخط دینے سے انکار کر دیا اور عذر یہ پیش کیا کہ ہمارے (فرقہ اہل حدیث کے) امیر کی طرف سے لکھ کر دینے یا دستخط کرنے کی ممانعت ہے۔ مذکورہ

www.ownislam.com

پمفلٹ اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔ آپ کو یہ پمفلٹ اور خط اسلئے ارسال کیا جارہا ہے کہ آپ حضرات غیر مقلدین کی رد میں ایک عرصہ سے کام کررہے ہیں، ان سوالات اور دعوؤں کی حقیقت کے سلسلے میں تحقیقات کرکے ہمیں ارسال کریں تاکہ صلاح الدین صاحب جو کہ فرقۂ اہل حدیث مالیگاؤں کے نمائندے ہیں ان تک پہنچایا جائے۔

فقط:

محمد مصطفیٰ اشفاق احمد

(ساکن ماسٹر نگر نزد مسجد رضوان مالیگاؤں)

صدر ادارۂ تحفظِ دین مالیگاؤں

نقل روانہ برائے صلاح الدین صاحب (نمائندفرقہ اہل حدیث)، بذریعہ شہزاد احمد (ساکن مدنی نگر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۲/اکتوبر ۲۰۱۰ء

محترم جناب محمد مصطفیٰ صاحب وارا کین ادارۂ تحفظِ دین مالیگاؤں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا ارسال کردہ خط اور الشبان المسلمین کا پمفلٹ بنام ''حنفی علماء سے سوالات'' موصول ہوا۔ ردِ غیر مقلدیت کے ماہرین کہتے ہیں کہ غیر مقلدین کی تقریر وتحریر پر ہرگز بھروسہ نہ کیا جائے جب تک کہ ان کی جانچ وتحقیق نہ کرلی جائے کیونکہ یہ حضرات بہت سی باتیں جھوٹ کہتے اور لکھتے ہیں۔ اور یہی ہمارا بھی تجربہ ہے۔ غیر مقلدین بلند بانگ دعوؤں کے باوجود حقیقت سے کتراتے ہیں اور تحریر وٹیپ ریکارڈر سے بہت ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کی حقیقت ظاہر نہ ہوجائے۔ آپ نے اچھا کیا کہ تحقیقات کیلئے مذکورہ پمفلٹ ہمارے پاس بھیج دیا۔ آپ حضرات کو حیرت ہوگی کہ یہی پمفلٹ آج سے تقریباً اٹھارہ سال قبل الشبان المسلمین کے صدر نے اپنی دستخط کے ساتھ اور مع تاریخ صدر جمعیۃ المسلمین کو دیا تھا اور تقریباً ڈیڑھ سال تک جمعیۃ المسلمین اور الشبان المسلمین کے درمیان مراسلت ہوتی رہی۔ الشبان المسلمین کی طرف سے اصول پیش کئے جاتے رہے۔ انھیں اصولوں کی بنیاد پر جمعیۃ المسلمین کی طرف سے ۴۵ صفحات کا مراسلہ دیا گیا اور ایک کتاب بنام ''الدلائل الشرعیۃ'' بھی دی گئی، جسمیں مختلف عنوانات پر باب قائم کئے گئے تھے، اور اسی میں الشبان المسلمین کے پمفلٹ ''حنفی علماء سے سوالات'' کے جوابات دیئے گئے تھے۔ الدلائل الشرعیۃ کو چھپوا کر جمعیۃ المسلمین نے شائع کیا اور شہر مالیگاؤں میں تقسیم کیا

www.ownislam.com

بلکہ وہ بیرون شہر اور بیرون ملک تک پہنچی۔ اس طرح نہ صرف جوابات تحریر کیے گئے بلکہ انھیں شائع بھی کیا گیا۔ پینتالیس ۴۵ صفحات کے مراسلے پر اور کتاب ''الدلائل الشرعیة'' جس میں پمفلٹ ''حنفی علماء سے سوالات'' کے جوابات بھی شائع ہوئے اس پر الشبان المسلمین کے صدر کی دستخطیں موجود ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ سوالات کے جوابات الشبان المسلمین نے وصول کیا۔ مذکورہ ڈیڑھ سال کے عرصے میں الشبان المسلمین نے اپنا نام بھی تبدیل کیا کیونکہ الشبان المسلمین غلط نام ہے۔ عربی کے قاعدے کے لحاظ سے یا تو شبان المسلمین ہونا چاہئے یا الشبان المسلمون ہونا چاہئے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ فرقۂ اہلحدیث کے نمائندے جناب صلاح الدین صاحب نے آپ کو اسی غلط نام سے مذکورہ پمفلٹ دوبارہ دے دیا۔ اس خط کے ساتھ الشبان المسلمین اور جمعیۃ المسلمین کے درمیان مراسلت کی چند جھلکیاں اور دستخط کے نمونے ہم پیش کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ مذکورہ سوالات کے جوابات کی زیراکس کاپی ارسال کر رہے ہیں ان جوابات پر الشبان المسلمین نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ اگر کیا ہو تو صلاح االدین صاحب سے اس کی نقل طلب کی جائے جس پر وصول ہونے کی دستخط جمعیۃ المسلمین کے صدر کی موجود ہو۔

فقط

محمد حنیف

برائے جمعیۃ المسلمین، مالیگاؤں

صفحہ ۱۸ تا ۸۶

نایاب شکل میں موصول ہوا۔

91/10/93

www.ownislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳/اکتوبر ۲۰۱۰ء

جناب صلاح الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جوابات حاضر ہیں

آپ نے شہزاد احمد کو پمفلٹ دیتے وقت تین دعوے کئے تھے۔(۱) ان سوالات کے جوابات کسی نے نہیں دیا (۲) اور نہ کوئی دے سکے گا۔ (۳) ان سوالات کو دارالعلوم دیوبند بھی بھیجا گیا تھا لیکن جوابات نہیں آئے۔ ''الدلائل الشرعیۃ'' نامی کتاب میں اراکین جمعیۃ المسلمین نے الشبان المسلمین کے پیش کردہ سوالات کے جوابات کو ۱۹۹۳ء میں شائع کیا تھا، جو آج بھی شہر مالیگاؤں اور بیرون شہر بیشتر افراد کے پاس موجود ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ خود جمعیۃ المسلمین کی شائع کردہ کتاب ''الدلائل الشرعیۃ'' حاصل کرتے یا جمعیۃ المسلمین کے دفتر (جس کا پتہ: مولوی محمد عثمان پورہ سروے نمبر ۱۵۶، گلی نمبر ۱، مالیگاؤں ہے) سے رابطہ قائم کرتے۔ ویسے آپ نے تیئیس (۲۳) سوالات بھیجا تھا ان کے جوابات کی زیراکس شہزاد احمد کے ذریعہ ہم بھیج رہے ہیں (جوابات اسی خط کے پشت سے ملاحظہ کیجئے)۔

شائع کردہ جوابات اور اس سلسلہ کی تمام تحریریں آپ کے پہلے دونوں دعووں ''(۱) ان سوالات کے جوابات کسی نے نہیں دیا (۲) اور نہ کوئی دے سکے گا'' کے غلط ہونے کا ثبوت ہیں۔ آپ کا جو تیسرا دعویٰ ہے کہ ان سوالات کو دارالعلوم دیوبند بھیجا گیا تھا اس دعوے کا ثبوت آپ پیش کریں ورنہ وہ دعویٰ بھی قابل قبول نہیں۔ ہم نے آپ سے سوالات کا مطالبہ نہیں کیا تھا پھر بھی آپ کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔ اب ہم بھی کچھ سوالات پیش کر رہے ہیں ان کے جوابات تحریری طور پر مع دستخط بھیجیں۔

صرف ایک رکعت نماز کے چند دلائل پیش کیجئے

غیر مقلدین غیر علماء اور علماء سے آسان مطالبہ کہ درج ذیل امور کی دلیل میں صرف ایک ایک حدیث پیش کیجئے۔

(۱) امام تکبیرات بلند آواز سے کہتا ہے اور آپ حضرات آہستہ سے کہتے ہیں۔

(۲) امام سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور آپ حضرات آہستہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳) امام ولا الضالین کہتا ہے تو آپ حضرات (مقتدی) بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۴) آپ حضرات جب بھی قیام کی حالت میں ہوتے ہیں تو ہاتھ باندھتے ہیں لیکن رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

(۵) رکوع میں امام بھی اور آپ حضرات بھی آہستہ سے سبحان ربی العظیم کہتے ہیں۔

(۶) سجدہ میں امام بھی اور آپ حضرات بھی آہستہ سے سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہیں۔

فقط:

محمد مصطفیٰ اشفاق احمد

صدر ادارہ تحفظِ دین، مالیگاؤں

www.ownislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلدین غیر علماء اور علماء سے سوالات

رکوع کے وقت مسئلہ رفع یدین

(۱) ایسی صحیح صریح حدیث پیش کیجئے جس میں آپ ﷺ نے رفع یدین کا حکم دیا ہو۔ (۲) ایسی صحیح صریح حدیث پیش کیجئے جس سے صرف رکوع کے وقت ہی رفع یدین کا دوام واستمرار ثابت ہو۔ (۳) حضور اکرم ﷺ نے صال تک رفع یدین کیا ہو ایسی صحیح صریح حدیث پیش کیجئے۔

(۴) نماز میں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کا ذکر صحیح احادیث میں موجود ہے (مثلاً ابوداؤد ج ا ص ۱۰۸، نسائی ج ا ص ۱۷۲) پھر آپ حضرات سجدہ کے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ حضرات اس سلسلے میں مذکورہ صحیح احادیث کے منکر ہیں؟ یا سجدہ کے وقت کا رفع یدین آپ کے نزدیک منسوخ ہے یا متروک ہے؟ اگر ہے تو کس حدیث سے؟ (۵) لوگوں کو نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا تھا "کیا بات ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دُمیں ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔" (سنن نسائی ج ا ص ۱۷۶، صحیح مسلم ج ا ص ۱۸۱، ابوداؤد ج ا ص ۱۴۳) کیا آپ حضرات کے نزدیک یہ احادیث منسوخ ہیں؟ اگر منسوخ ہیں تو کس آیت یا حدیث سے؟ (۶) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ "کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر آپؓ نے نماز پڑھائی، پس پہلی مرتبہ (تکبیر تحریمہ کے وقت) کے سوا رفع یدین نہ کیا" (ابوداؤد ج ا ص ۱۰۹، نسائی ج ا ص ۱۶۱، ترمذی ا ص ۵۹) کیا آپ حضرات ان احادیث کے منکر ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ترک رفع یدین کیوں نہیں؟ (۷) صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوحمید ساعدیؓ کی جتنی روایتیں نماز کے بارے میں ہیں (مثلاً ج ا ص ۱۰۹، ج ا ص ۱۱۰، ج ا ص ۱۱۳، ج ا ص ۱۱۴) ان میں سے کسی روایت میں تکبیر تحریمہ کے سوا کسی جگہ میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ جبکہ ان روایات میں نماز کی حرکات وسکنات اور کون سا عضو کس حالت میں ہو اس کا بیان صریحاً کیا گیا ہے، رکوع کے وقت رفع یدین بھی ایک حرکت ہے اور ان روایات میں اس کا ذکر کہیں نہیں کیا گیا، پھر آپ کا عمل بخاری شریف کی ان روایات پر کیوں نہیں ہے؟ (۸) آپ حضرات رکوع کے وقت رفع یدین کے سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایات پیش کرتے ہیں، جبکہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے ترک رفع یدین کی روایات بھی انہیں اسناد کے ساتھ منقول ہیں (مثلاً مدونہ کبریٰ ج ا ص ۷۱، مسند حمیدی ج ۲ ص ۲۷۷، صحیح ابوعوانہ ج ۲ ص ۹۰) اور خود حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا عمل "ترک رفع یدین" تھا، جیسا کہ آپ کے شاگرد حضرت مجاہدؒ صحیح سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ "میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کیساتھ دس سال رہا، اور آپ کو ایک مرتبہ (تکبیر تحریمہ) کے سوا کبھی رفع یدین کرتے ہوئے نہ دیکھا" (مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۳۷)۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ فعل (ترک رفع یدین) کیا اس بات کی طرف اشارہ نہیں کر رہا ہے کہ رفع یدین متروک ہے؟

(۹) رفع یدین کے سلسلے میں آپ حضرات حضرت وائل بن حجرؓ اور حضرت مالک ابن حویرثؓ کی روایات پیش کرتے ہیں جبکہ انہیں سے رکوع کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی رفع یدین کی روایات منقول ہیں (مثلاً نسائی ج ا ص ۱۶۵، ج ا ص ۱۷۲، ابوداؤد ا ص ۱۰۵) پھر آپ کا عمل ان روایات پر کیوں نہیں؟

(۱۰) آپ حضرات کی منطق یہ ہے "چوں کہ رفع یدین کی روایات زیادہ ہیں اور ترک رفع یدین کی روایات کم ہیں، اس لئے رفع یدین کی روایات پر عمل کرنا چاہئے۔" جبکہ شراب کی حرمت کے سلسلے میں قرآن کریم میں صرف ایک ہی آیت موجود ہے اور حلتِ شراب کے سلسلے میں متعدد آیات موجود ہیں، کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں "چوں کہ حلت شراب کے سلسلے میں آیات زیادہ تعداد میں ہیں اس لئے شراب کی حلت کا حکم ہی ماننا چاہئے"؟ حالاں کہ حرمت کے سلسلے میں صرف ایک آیت بھی کافی ہے، پھر رفع یدین کے سلسلے میں آپ کی یہ منطق کیوں؟

www.ownislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلدین غیر علماء اور علماء سے سوالات

مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ

(۱) چوں کہ آپ حضرات اس بات کے مدعی ہیں کہ مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، اسلئے احادیثِ صحیحہ صریحہ متواترہ پیش کیجئے، جن میں حضور اقدس ﷺ نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ (۲) حدیث ''لاصلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحہ الکتاب'' ترجمہ: جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کیلئے نماز نہیں، امام احمدؒ نے فرمایا کہ یہ (حضرت جابر بن عبداللہؓ) ایک صحابی ہیں جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ارشاد ''لاصلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحہ الکتاب'' کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ حدیث اس صورت میں ہے ''جبکہ نمازی منفرد ہو'' (ترمذی ج ا ص ۴۲) یعنی صحابیٔ رسول اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے ہے، پھر آپ حضرات اس کا حکم مقتدی (جماعت کی نماز) کے لئے کس دلیل سے بیان کرتے ہیں؟ (۳) ''واذا قری ء القرآن فاستمعو الہ وانصتو العلکم ترحمون'' ترجمہ: جب قرآن پاک پڑھا جائے تو تم سب اس کی طرف کان لگایا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے (سورۂ اعراف آیت نمبر ۲۰۴)۔ اکثر مفسرین کے مطابق یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ کہ نماز میں جب قرآن پڑھائے تو اس وقت خاموش رہنا ہے۔ اور اسے غور سے سننا ہے، سورۂ فاتحہ تو ام القرآن ہے، پھر آپ حضرات اس آیت کے مطابق نماز میں قرأت (سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورہ) کے وقت خاموش کیوں نہیں رہتے؟ کیا یہ آیت آپ حضرات کے نزدیک منسوخ ہے؟ اگر ہے تو کس آیت سے؟ (۴) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا پس ہمارے لئے ہمارا طریقہ کار واضح فرمایا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تم نماز شروع کیا کرو تو صفیں خوب اچھی طرح سیدھی کر لیا کرو پھر تم میں کا ایک شخص امام بنے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت شروع کرے تو خاموش ہو جاؤ اور جب وہ ''غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین'' کہے تو تم آمین کہو.....'' (صحیح مسلم ج ا ص ۱۷۴، نسائی ج ا ص ۱۴۱، ابوداؤد ج ا ص ۱۴، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱) ان احادیث سے صریحاً معلوم ہوا کہ جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے تو مقتدی کو خاموش رہنا چاہئے اور سننا چاہئے۔ پھر کیا آپ حضرات ان احادیث کے منکر ہیں؟ یا یہ احادیث آپ لوگوں کے نزدیک منسوخ ہیں؟ اگر منسوخ ہیں تو کس دلیل سے؟ (۵) پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے ''من کان لہ اما م فقراء ۃ الامام لہ قراء ۃ ترجمہ جس شخص کے لئے امام ہو (یعنی وہ مقتدی بن کر نماز پڑھے) تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی قرأت ہے (ابن ماجہ ص ۶۱، مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۹، موطا امام محمد ص ۹۷، کتاب الآثار ج ا ص ۲۰)۔ کیا یہ حدیث آپ کے نزدیک منسوخ ہے؟ اگر ہے تو کس دلیل سے؟ یا آپ حضرات اس حدیث کے منکر ہیں؟ (۶) جماعت کی نماز میں مُدرک فی الرُکوع (رکوع میں شریک ہونے والا) بالاجماع حکم قرأۃ سے سبکدوش ہے، یعنی جسے امام کے پیچھے رکوع مل جائے قرأۃ میں شامل نہ ہوتے ہوئے بھی اس کی رکعت کا پورا ہونا بالاجماع درست ہے۔ پھر آپ حضرات کے مطابق اس کی سورۂ فاتحہ کا کیا ہوگا؟ اگر اجماع کے خلاف آپ لوگوں کے نزدیک رکوع میں ملنے والے کو رکعت نہیں ملتی تو کس دلیل سے؟

www.ownislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلدین غیر علماء اور علماء سے سوالات

غیر مقلدین کا صحیح بخاری کے خلاف عمل

(۱) صحیح بخاری ج ا ص ۸۲ پر امام بخاریؒ نے حدیث پیش کی ہے کہ صبح کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک کوئی نماز نہیں، لیکن آپ حضرات صبح کی سنت چھوٹ جانے پر اسے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں آپ کا یہ عمل صحیح بخاری کے خلاف کس دلیل سے؟

(۲) صحیح بخاری ج ا ص ۲۳۸ پر امام بخاریؒ نے ایک روایت پیش کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کثرت سے ''عمرہ'' کرنا مستحب ہے، لیکن آپ لوگوں کے نزدیک کثرت سے عمرہ کرنا بدعت ہے، کس دلیل سے؟

(۳) صحیح بخاری ج ا ص ۲۳۹ پر امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے ''تنعیم سے عمرہ کرنا'' اور اس سلسلے میں عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ اور جابر بن عبداللہؓ کی روایات کو پیش کیا ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مقام تنعیم سے عمرہ کرنا بدعت ہے، کس دلیل سے؟

(۴) صحیح بخاری ج ا ص ۷۹۱ پر امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے ''باب من اجاز الطلاق الثلاث ترجمہ: جس نے تین طلاق کی اجازت دی'' اور اس باب کے تحت احادیث بھی پیش کیں۔ ان احادیث کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں جبکہ آپ حضرات کے نزدیک ایک مجلس کی تین یا اس سے زائد طلاقیں ایک ہی واقع ہوتی ہے۔ آپ حضرات کا عمل صحیح بخاری نیز اجماع امت کے خلاف کیوں ہے؟

(۵) صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون میں عورتوں کا مسجد میں جانا مشروط تھا۔ اور ابوداؤد شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ نیز حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''اگر آج حضور ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو تم نے اختیار کر رکھی ہیں تو عورتوں کو ضرور مسجد جانے سے روک دیتے، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئیں'' (صحیح بخاری ج ا ص ۱۲۰، صحیح مسلم ج ا ص ۱۸۲، ابوداؤد ج ا ص ۱۰۰)۔ چنانچہ اس بات پر اجماع صحابہ اور اجماع امت ہے کہ عورتوں کو مساجد میں جانے سے روک دیا جائے۔ پھر آپ حضرات کا عمل صحیح بخاری اور اجماع امت کے خلاف کیوں ہے؟

(۶) جمعہ کی پہلی اذان جو حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ سے رائج ہوئی سنت ہے فرمان نبوی ﷺ سے، اجماع صحابہ سے اور اجماع امت سے۔ صحیح بخاری باب الاذان یوم الجمعہ ج ا ص ۱۲۷ پر روایت ہے کہ ''حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتے۔ جب حضرت عثمانؓ کا دور خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے (خطبہ سے پہلے) ایک اور اذان دینے کا حکم فرمایا۔ یہ اذان ایک اونچی جگہ پر دی جاتی تھی، پھر اس اذان پر مسلسل عمل شروع ہو گیا۔'' لیکن آپ حضرات اس اذان کو بدعت کہتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ آپ حضرات کا یہ عمل فرمان نبوی ﷺ، اجماع امت اور صحیح بخاری کے خلاف کیوں ہے؟

(۷) اگر عید اور جمعہ دونوں جمع ہو جائیں تو جمعہ ساقط نہیں ہوتا۔ لیکن حضور ﷺ کے عمل کے خلاف، اجماع امت کے خلاف آپ لوگوں کے نزدیک اگر عید اور جمعہ دونوں جمع ہو جائیں تو جمعہ کی نماز معاف ہے۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵ کی روایت کے خلاف آپ کا عمل کیوں ہے؟

www.ownislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلدین غیر علماء اور علماء سے سوالات

غیر مقلدین کا آپس میں تفریق واختلاف

آپ حضرات مختلف فیہ مسائل میں صحابہ کے اختلاف کو اور ائمہ مجتہدین کے اختلاف کو حق و ناحق کا اختلاف کہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حق صرف ایک ہی ہے اور اس بات کا بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ مسائل کا یہ اختلاف اس اختلاف کے ضمن میں آتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے امت انتشار، بگاڑ اور فساد میں مبتلاء ہے، نیز امت میں اختلاف ختم کرنے کا صحیح حل یہ ہے کہ امت صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین کے وہ مسائل جو انہوں نے قرآن وحدیث سے استنباط کئے ہیں ان پر عمل نہ کرتے ہوئے براہ راست قرآن وسنت سے رجوع ہوں یعنی دوسرے الفاظ میں امت کو غیر مقلدیت کی دعوت دیتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ غیر مقلدیت سے تمام اختلافات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور امت ایک مرکز پر آجاتی ہے، اس نظریہ کے حامل بہت سے اہل علم ہوئے ہیں جن میں گذشتہ ادوار میں علامہ ابن حزم اندلسی خاص خصوصیت رکھتے ہیں نیز علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم اور امام شوکانی بھی اس نظریہ کے ماننے والے ہوئے ہیں اور زمانہ حال میں شیخ ناصر الدین البانی اس کے زبردست جارح ترجمان اور داعی تھے، کچھ عرصہ قبل ہندوستان میں اس نظریہ کے قائل نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی، مولوی عبدالجلیل صاحب سامرودی، مولوی وحید الزماں صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہم اسی نظریہ کے علمبردار رہے ہیں اور آج کے فرقہ اہل حدیث کے علماء بھی اسی کے مدعی ہیں مذکورہ تمام غیر مقلدین اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تفریق اور اختلاف سے منع فرمایا ہے اور اس بات کے مدعی بھی ہیں کہ وہ تمام مسائل واحکام میں صرف کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے ہیں چنانچہ جب یہ سب اس بات کے مدعی ہیں تو پھر اس کا کھلا ہوا تقاضہ ہے کہ کم از کم ان علماء میں تفریق واختلاف نہ ہو، مگر افسوس بھی ہے اور حسرت بھی ہے اس کے باوجود خود انہیں اتحاد واتفاق کا سراغ نہ مل سکا، چنانچہ ان غیر مقلدین (جو کہ صرف قرآن وسنت کی طرف رجوع کے مدعی ہیں اور جو حق پر ہونے کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں) کے چند اختلافی مسائل ملاحظہ ہوں:

☆ علامہ ابن حزم گانے بجانے اور اس کے آلات کو حلال ومباح قرار دیتے ہیں اور البانی حرام کہتے ہیں۔

☆ ایک مجلس میں تین طلاق کے مسئلہ میں علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم اور شیخ البانی تینوں اس بات کے قائل ہیں کہ اس صورت میں شوہر رجعت کر سکتا ہے، لیکن علامہ ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ رجعت نہیں کر سکتا۔

☆ امام بخاریؒ کے نزدیک غسل میت کی وجہ سے غسل دینے والے پر غسل نہیں اور صاحب الباریؒ نے ان ہی کی تقلید کی ہے، جبکہ امام شوکانیؒ کے نزدیک غسل واجب ہے، اس کی تقلید نواب صدیق حسن خان صاحب اور مولوی وحید الزماں صاحب نے کی ہے۔

☆ علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ مسِ ذکر کے بعد وضو کرنا مستحب ہے اور البانیؒ کہتے ہیں کہ واجب ہے۔

☆ امام شوکانیؒ اور نواب صدیق حسن خان صاحب اس کے قائل ہیں کہ نماز میں ستر عورت شرط نہیں اور مولوی وحید الزماں صاحب اس کے قائل ہیں کہ ستر عورت نماز میں شرط ہے، بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔

www.ownislam.com

☆ علامہ ابن تیمیہؒ شراب کو نجس کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تحلیل سے طاہر نہیں ہوتی اور یہی مذہب ابن قیمؒ کا ہے لیکن امام شوکانیؒ اور نواب صاحب اس کو طاہر کہتے ہیں۔

☆ نواب صاحبؒ فرماتے ہیں مال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور مولوی عبدالجلیل صاحبؒ کہتے ہیں کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے پہلے قول کے امام شوکانیؒ، داؤد ظاہریؒ اور مولوی وحید الزماں بھی قائل ہیں۔

☆ قلتین کے مسئلہ میں علماء غیر مقلدین کے چھ (۶) مختلف اقوال ہیں۔

☆ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ مقیم ہونے کی حالت میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں ہے اور البانیؒ کہتے ہیں کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

☆ علامہ ابن تیمیہؒ نے یوم عرفہ میں غسل کرنے کو رسول اللہ ﷺ سے منقول بتایا ہے تو شیخ البانیؒ نے کہہ دیا کہ یہ بدعت ہے۔

☆ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ فرقہ اہل حدیث کے پیشوا تھے، ان کی مختلف تحریروں مثلاً ''اہل حدیث کا مذہب'' اور ''تفسیر ثنائیہ'' وغیرہ کو آپ حضرات اور آپ کے فرقہ کے دیگر حضرات وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہتے ہیں، مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب (غیر مقلد عالم) نے ثناء اللہ صاحب کی تفسیر (عربی) کو جماعت اہل حدیث کے لئے ایک فتنہ قرار دیا اور کہا کہ ''مرزائی فتنے سے زیادہ فتنہ ہے'' نیز شیخ حسن ابن یوسف الدمشقی مدرس حرم لکھتے ہیں ''مولوی ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح احادیث اور تفاسیر صحابہ کے مخالف ہے اور سلف صالحین اور قرون ثلاثہ کے اجماع کے خلاف ہے۔'' (فیصلہ مکہ، ص ۱۹۔ مرتبہ عبدالعزیز سکریٹری مرکزی اہلحدیث لاہور)

یہ تو یقینی ہے کہ مذکورہ تمام علماء غیر مقلد ہیں، جن کا دعویٰ یہ ہے کہ مسائل میں اس قسم کا اختلاف، حق و ناحق کا اختلاف ہے اور حق دو نہیں ہوسکتا، اس لئے برائے مہربانی درج ذیل سوالات کے جوابات دے کر ہمیں مطمئن کیجئے۔

(۱) مذکورہ مسائل میں حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے؟

(۲) جو علماء (مذکورہ) ناحق مسائل بیان کرتے ہیں، آپ کے نظریہ کے مطابق وہ یقیناً گمراہ ہیں، ایسے (مذکورہ) علماء کی فہرست پیش کیجئے تاکہ عوام ان سے بچ سکیں۔

(۳) ایسے گمراہ علماء کو غیر مقلدیت یا فرقہ اہلحدیث سے خارج کرنے کے لئے آپ کون سے اقدامات کریں گے؟

(۴) غیر مقلدین علماء میں سے کس کے فتوے پر عمل کیا جائے، جب کہ ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ اس کا فتویٰ قرآن و حدیث کے مطابق ہے؟

(۵) امت میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو جائے اور وہ ایک مرکز پر آجائے، اس کے لئے غیر مقلدین کے ثنائیہ، غرباء، محمدی، سلفیہ، جماعت المسلمین، اہل اثر، اصحاب الحدیث وغیرہ وغیرہ میں سے کس فرقہ میں شامل ہو جانا چاہئے؟

(۶) غیر مقلدیت پر ہونے کے باوجود بھی اختلاف ختم نہ ہوسکا برائے مہربانی کوئی نیا حل پیش کیجئے۔

www.ownislam.com

ردّ غیر مقلدیت کے عملی کام میں جمعیۃ المسلمین کا

اوّلین نصاب (تعلیم بالمراسلہ)

احناف اور فرقۂ غیر مقلدین کے مسائل وعقائد کا تقابلی جائزہ
''غیر مقلدین کے اشکالات'' کا حل اور عملی اقدامات کے لئے رسائل

رد غیر مقلدیت کے لئے افراد سازی

پتہ: جمعیۃ المسلمین مالیگاؤں گلی نمبر ۱، سروے نمبر ۱۵۶، مولوی محمد عثمان پورہ، مالیگاؤں (ناسک)

رابطہ کے لئے: مولانا ہلال احمد مولانا محمد عثمان موبائل: 09423477065

ماھانہ دینی اصلاحی اخبار

ترجمان شریعت

بذریعہ ڈاک ارسال کے لئے: سالانہ زرتعاون

صرف بیس روپئے

رابطہ کے لئے: مولانا ہلال احمد مولانا محمد عثمان موبائل: 09423477065

عثمان منزل، جامعہ نگر، مالیگاؤں: پن ۴۲۳۲۰۳، ضلع ناسک مہاراشٹر۔ الہند